www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

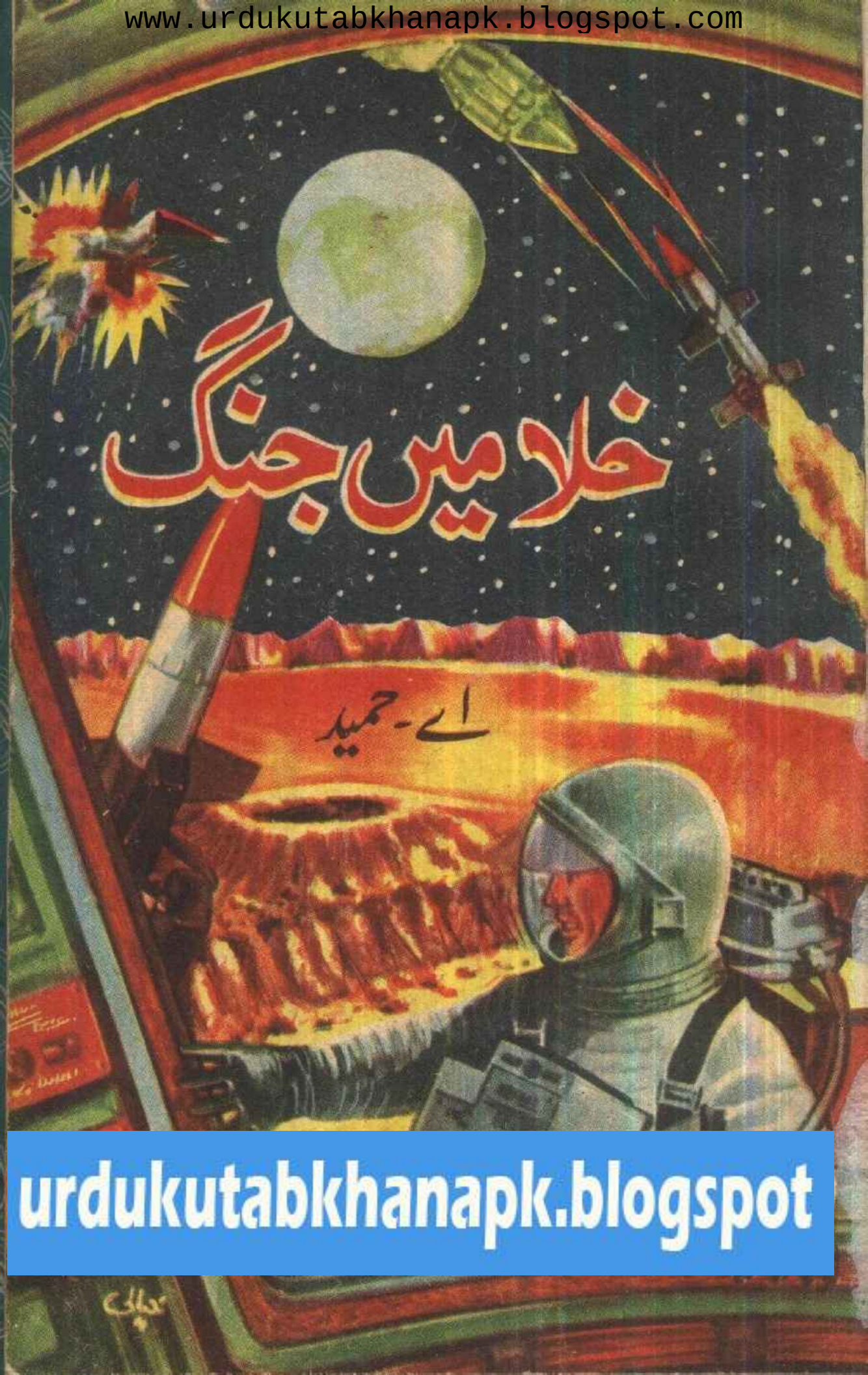

urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کے لیے

خلا میں جنگ

اے۔ حمید

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز
لاہور ـــــ حیدرآباد ـــــ کراچی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

پہلا باب ——— خطرناک سفر

دوسرا باب ——— چاند کے اوپر

تیسرا باب ——— کپتان غائب ہوگیا

چوتھا باب ——— غیبی لوگ

پانچواں باب ——— تم کون ہو؟

چھٹا باب ——— خلا میں جنگ

ساتواں باب ——— ہم کہاں آگئے

آٹھواں باب ——— ہملکا کا محل

نواں باب ——— لڑائی اور واپسی

قیمت : تین روپے

باہتمام شیخ نیاز احمد پبلشرز

علمی پرنٹنگ پریس، ہسپتال روڈ لاہور میں چھپی

مقام اشاعت

شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ پبلشرز

ادبی مارکیٹ چوک انارکلی لاہور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رضوان ریاض کے نام

باب ۱

خطرناک سفر

خلائی جہاز سٹار ٹریک اپنے لانچنگ پیڈ پر تیار کھڑا تھا۔

سٹار ٹریک کا کہکشاں کی طرف یہ پہلا سفر تھا۔ اس سے پیشتر سٹار ٹریک زہرہ اور مریخ سیاروں کے چکر لگا چکا تھا۔ مریخ پر تو تجربہ گاہیں بھی قائم کر دی گئی تھیں۔ سٹار ٹریک تین منزلہ خلائی جہاز تھا۔ اس کی نچلی منزل میں ایٹمی ری ایکٹر، ایٹمی ایندھن کی بجلی پیدا کرنے والی مشینیں آکسیجن کا ذخیرہ کرنے کا پلانٹ اور پانی کو صاف کرکے میٹھا بنانے والی مشینیں لگی تھیں۔ دوسری منزل میں خلائی جہاز کے کپتان نائب کپتان، ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپوک اور جہاز کے عملے کے سونے کے کمرے ڈرائنگ روم، کچن روم، مطالعہ روم، لائبریری، سٹور، کھانا کھانے کے کمرے اور نہانے کا تالاب بھی تھا۔ تیسری اور سب سے آخری منزل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں وہ تمام آلات اور مشینیں تھیں جن سے خلائی جہاز چلتا تھا۔ کنٹرول پینل پر ایک چاروں طرف گھومنے والی کرسی تھی۔ پینل پر بے شمار سوئچ اور سُرخ و سیاہ سوئیوں والے شیشے کے ڈائیل نصب تھے۔ ایسے ہی ڈائیل اور ریڈار دیواروں کے ساتھ بھی لگے تھے۔ بالکل سامنے ایک بہت بڑی سکرین تھی جس پر جہاز میں بیٹھے بیٹھے باہر ستاروں اور کہکشاں کا منظر بڑی آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ جہاز کے کپتان کا نام جیمز ٹریگر تھا۔ نائب کپتان کا نام ڈاکٹر میکائے اور چیف سائنسدان کا نام مسٹر سپاک تھا۔ کپتان جیمز ٹریگر ایک خوبصورت، صحت مند اور گٹھے ہوئے جسم کا جوان تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی خلائی مہمیں سر کر چکا تھا۔ مریخ پر سب سے پہلے کپتان جیمز ٹریگر ہی خلائی جہاز لے کر اترا تھا۔ وہ ایک باہمت، حوصلہ مند، عین وقت پر ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور مصیبت میں ہر مشکل کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو جانے والا نوجوان تھا۔

ڈاکٹر میکائے جسم کے تمام امراض کا ماہر تھا۔ وہ بھی ایک جوان آدمی تھا اور انسان کی پیچیدہ سے پیچیدہ مرض کا علاج کر لیتا تھا۔ خلائی جہاز سٹار ٹریک میں اُس کی ایک باقاعدہ کلینک، پندرہ بیڈ کا چھوٹا سا ہسپتال اور ایکسرے مشین لگی تھی۔ مریخ کے سفر پر ڈاکٹر میکائے بھی کپتان جیمز ٹریگر کے ہمراہ تھا۔ ڈاکٹر میکائے کی یہ عادت تھی کہ وہ پہلے پہل گھبرا جاتا تھا مگر اُس کے بعد وہ بڑی بہادری سے ہر مشکل کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا۔ پھر اُسے دنیا کی کوئی طاقت خوف زدہ نہیں کر سکتی تھی۔

مسٹر سپوک جو کہ ایک سائنسدان تھا جہاز کا سب سے عجیب و غریب انسان تھا۔ اُس کی آنکھیں بلی کی آنکھوں کی طرح اوپر کو کھنچی ہوئی تھیں۔ کان لمبے اور ناک طوطے کی چونچ کی مانند تھا۔ وہ پکی عمر کا آدمی تھا اور ہر مصیبت اور خوشی کا خیر مقدم ایک ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ کرتا تھا۔ اُس کے ٹھنڈے دل و دماغ پر نہ تو خوشی کا اثر ہوتا تھا اور نہ ہی مصیبت میں وہ گھبراتا تھا۔ اُسے کبھی کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایک ماہر سائنسدان، حیات دان، بیمیت دان اور پتہ نہیں کیا کیا کچھ تھا۔ اُس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ چاند پر اُس وقت پیدا ہوا جب اُس کی ماں وہاں کی ایک تجربہ گاہ میں کام کر رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُس کے مزاج میں ٹھنڈا پن آ گیا تھا۔ ہر قسم کی خوشی اور غم اُس کی زندگی سے نکل گئے تھے۔ وہ نہ خوش ہوتا تھا نہ غمگین ہوتا تھا۔ صرف کسی مسئلے کے حل ہو جانے پر مطمئن ہو جاتا تھا۔ یہ اطمینان ہی اُس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ چاند پر پیدا ہونے کی وجہ سے اُس کے اندر ایک حس زیادہ آ گئی تھی۔ کسی وقت وہ آنے والے کسی حادثے کے بارے میں پہلے ہی سے بتا دیتا تھا۔ اگر خلا میں کسی دشمن سیارے کا جہاز موجود ہوتا تو مسٹر سپوک کو ریڈار سے پہلے ہی اُس کا علم ہو جاتا۔ اُس نے شادی نہیں کی تھی۔ کیونکہ اُسے شادی کی فرصت ہی نہیں تھی۔ اُس نے اپنا آپ خلائی تحقیق کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

یہ جگہ جہاں خلائی جہاز سٹار ٹریک آسمان کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار کھڑا تھا دنیا کے ایک بہت بڑے براعظم میں واقع تھی۔ عظیم الشان شہر سے ستر میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے بہت بڑی ریسرچ لیبارٹری کے اندر سینکڑوں ماہرین ٹیلی ویژن کی کشادہ سکرین پر نظریں جمائے مختلف بٹنوں اور سوئچوں پر انگلیاں رکھے خلائی جہاز کے اوپر اٹھنے کے منتظر تھے۔ نمبر سو سے ایک کی طرف الٹی گنتی شروع ہو چکی تھی۔ خلائی جہاز میں بھی جہاز کا سارا عملہ اپنی اپنی نیم دراز کرسیوں پر چمڑے کی پیٹیاں باندھے راکٹ کے زبردست دھچکے کا انتظار کر رہا تھا۔ تین منزلہ لاکھوں ٹن وزنی جہاز کو اوپر خلا میں پہنچانے کے لیے جو راکٹ چلنے والا تھا وہ بھی بہت بڑا تھا۔ اُس نے بٹن کے دباتے ہی دس کروڑ ہارس پاور کی طاقت کے ساتھ جہاز کو دھکا دے کر اوپر لے جانا تھا۔

الٹی گنتی پچیس تک پہنچ چکی تھی۔ دنیا کے ہر شہر میں لوگ ٹیلی ویژن کے آگے بیٹھے دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ خلائی جہاز کے اوپر اٹھنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ لاونچنگ پیڈ یعنی جہاں سے خلائی جہاز کو بلند ہونا تھا، سے کافی فاصلے پر دنیا بھر کے اخباری نمائندے، فوٹو گرافر، ٹیلی ویژن کیمرہ مین اور سفارتی نمائندے دوربینیں لگائے کھڑے تھے۔ خلائی جہاز سٹار ٹریک کا یہ سفر خطرناک بھی تھا اور انتہائی اہم بھی۔ خطرناک اس لیے تھا کہ یہ جہاز پہلی بار زمین کے نظام شمسی سے نکل کر دوسری کہکشاؤں کے نظام شمسی کی سمت جا رہا تھا۔ اور اہم اس لئے تھا کہ اس جہاز نے پہلی بار یہ کھوج

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لگانا تھا کہ آیا دوسری کہکشاؤں میں بھی کہیں زمین کی طرح انسانی آبادی ہے یا نہیں ؟

مریخ اور زہرہ پر انسانی آبادی کا سراغ نہیں ملا تھا۔ ان دونوں سیاروں پر سوائے گرم ویران بھورے رنگ کی پہاڑیوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ زمین کی کشش بیحد معمول تھی۔ فضا میں آکسیجن بالکل نہیں تھی۔ درجہ حرارت رات کو بے حد سرد اور دن کو قیامت خیز حد تک گرم ہوتا تھا۔ پھر بھی چاند کے علاوہ ان دونوں سیاروں پر بھی تحقیقی لیبارٹریاں قائم کر دی گئیں تھیں جن کے اندر زمین کی فضا قائم تھی اور ماہرین کام کرتے تھے۔ ان کا رابطہ بھی جہاز سٹار ٹریک کے ساتھ قائم تھا۔

گنتی نو تک پہنچ چکی تھی۔ ہر کوئی دھڑکتے دل کے ساتھ خاموش تھا۔

آٹھ ...

سات ...

چھ ...

پانچ ...

چار ...

تین ...

دو ...

ایک ...

زیرو ...

زیرو یعنی صفر کا لفظ لاؤڈ سپیکروں پر گونجا ہی تھا کہ لیبارٹری میں بیٹھے ایک سفید دستانے والے بوڑھے سائنسدان نے سرخ بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی لاؤنچنگ پیڈ پر خلائی جہاز سٹار ٹریک کے راکٹ میں زبردست شعلہ پیدا ہوا۔ جہاز میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے ایک طاقتور دھچکا محسوس کیا اور جہاز آسمان کی طرف اٹھنے لگا۔ ہر طرف تالیوں اور نعروں کا شور بلند ہوا۔ ٹیلی ویژن اور فلموں کے کیمرے چلنا شروع ہو گئے۔ لیبارٹری کی سکرین پر سٹار ٹریک آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا صاف نظر آنے لگا۔ جہاز کے اندر ہوا کا دباؤ بڑھ گیا تھا جس کی وجہ سے عملے کے لوگوں کے چہرے کچھ کچھ سے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد یہ دباؤ ختم ہونا شروع ہو گیا۔ جہاز نے بڑے سکون سے اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔

خلائی جہاز ستر ہزار میل فی گھنٹے کی رفتار سے اوپر اٹھا تھا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آسمان کی بلندیوں میں غائب ہو گیا۔ ستر میل کی بلندی پر جا کر جہاز نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنا ایک راکٹ گرا دیا۔ اس راکٹ کا ایندھن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا راکٹ جل اٹھا اور اُس نے جہاز کو آگے بڑھانے کا فرض سنبھال لیا۔ ایک سو چودہ میل کی بلندی پر جاکر یہ دوسرا راکٹ بھی اپنا ایندھن ختم کرکے جہاز سے الگ ہو گیا۔ اب تیسرے راکٹ کی باری تھی۔ تیسرے راکٹ نے جہاز کو جب ایک سو پچیس میل کی بلندی پر پہنچایا تو وہ بھی نیچے گر پڑا۔

اب جہاز خلا میں پہنچ چکا تھا۔ اور وہ زمین کی کشش سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ جہاز کے اندر کنٹرول پر بیٹھے ہوئے کپتان جیمز ٹریگر نے جہاز کا رُخ کہکشاں کی طرف موڑ دیا۔ اب اُس کی رفتار تقریباً دو لاکھ میل فی گھنٹہ تھی جو آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔ دوسرے سائنسدان مسٹر سپوک انجن کنٹرول پر بیٹھا مائیکروفون پر بار بار انجن کی رفتار بڑھانے کا حکم دے رہا تھا۔ کنٹرول روم میں سینکڑوں رنگین بلب روشن ہو گئے تھے۔ اور ہزاروں ڈائیلوں کی سرخ، سبز اور سیاہ سوئیاں حرکت کر رہی تھیں۔ جہاز کا اندرونی حصّہ اس طرح بنایا گیا تھا کہ وہاں نہ تو آکسیجن ناک کے ساتھ لگانے کی ضرورت تھی اور نہ ہی ہوا کے دباؤ سے بچنے کے لیے خلائی لباس کی ضرورت تھی۔ جہاز کی فضا کو ٹھیک زمین کی فضا کے مطابق بنا دیا گیا تھا۔

زمین کے کنٹرول ٹاور میں بیٹھے ہوئے سائنسدان بڑے غور سے خلائی جہاز سٹار ٹریک کو خلا میں آگے بڑھتا دیکھ رہے تھے۔ انہیں جہاز خلا میں ستاروں کے درمیان ایک جگہ رُکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ جس وقت وہ سٹار ٹریک کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اُس وقت جہاز کی رفتار پانچ لاکھ میل فی گھنٹہ تک پہنچ گئی تھی اور ابھی اور بڑھ رہی تھی۔ انہیں جہاز ایک جگہ رکا ہوا اس لئے نظر آ رہا تھا کہ جہاز کے ارد گرد سیارے اور ستارے کروڑوں میل کے فاصلے پر پھیلے ہوئے تھے اور جب تک کوئی سیارہ جہاز کے قریب سے شوں کرکے نہ گزرے جہاز کی حرکت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

ضروری معلوم ہوتا ہے پیارے بچو کہ آپ کو ہم یہ بتا دیں کہ ہمیں کسی چیز کی رفتار کا اندازہ کیسے ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر آپ کسی تانگے، رکشے، ٹیکسی کار یا ریل گاڑی میں سفر کر رہے ہوں تو آپ کے داہنے بائیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دکانیں ۔ مکان ، بجلی کے کھمبے اور درخت پیچھے کی طرف بھاگ رہے ہوتے ہیں ۔ اُن کے پیچھے بھاگنے سے آپ کو احساس ہوتا ہے کہ آپ آگے جا رہے ہیں ۔ جتنی کوئی شے ، کوئی درخت یا بجلی کا کھمبا زیادہ دُور ہوگا وہ اتنی ہی سست رفتاری سے آپ کو پیچھے جاتا نظر آئے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوں اور آپ کھڑکی کے شیشے میں سے باہر دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ کا جہاز ایک جگہ کھڑا ہے ۔ زمین کی طرف دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ جہاز چیونٹی کی رفتار کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے حالانکہ اُس وقت جہاز کی رفتار کم از کم چھ سات سو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہوائی جہاز کے باہر نہ تو کوئی بجلی کا کھمبا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی درخت پیچھے کی طرف بھاگ رہا ہوتا ہے ۔ اسی طرح اگر آپ خلا میں پہنچ جائیں تو نیچے زمین پر گاؤں ، مکان اور کھیت بھی نظر نہیں آئیں گے ۔ جس کی وجہ سے آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ آپ کا خلائی جہاز فضا میں رُک گیا ہے جبکہ ایسی بات نہیں ہوگی اور خلائی جہاز لاکھوں میل کی رفتار سے آگے بڑھ رہا ہوگا ۔

سٹار ٹریک کے کہکشاں کی طرف اپنے خطرناک سفر کا آغاز کرنے پر ساری دنیا کے اخباروں نے خاص نمبر شائع کئے ۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خاص پروگرام پیش کئے گئے ۔ دنیا بھر کی مسجدوں اور گرجاؤں میں جہاز کے عملے کی کامیابی اور اُن کی زندگی کی دعائیں مانگی گئیں ۔ کیونکہ یہ لوگ ایک اہم انسانی بھلائی کے مشن پر جا رہے تھے ۔ اور اگر اُن کا مشن کامیاب ہو جاتا ۔ اور کسی طرح یہ علم ہو جاتا کہ دوسری کہکشاں میں بھی انسان بستے ہیں تو یہ انسانی تاریخ کی بہت بڑی کامیابی تھی ۔ ہم آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ جس وقت جہاز سٹار ٹریک چھوڑا گیا وہ جولائی کی سترہ تاریخ تھی اور سن تھا ۲۰۲۴ء یعنی آج سے پچاس برس بعد کا زمانہ ۔ اُس وقت تک سائنس بہت ترقی کر چکی تھی اور انسان نے چاند اور مریخ کو فتح کر لیا ہوا تھا ۔ آکسیجن کے علاوہ انسان اب اس قابل بھی ہو گیا تھا کہ وہ ایٹم کی مدد سے جہاز چلائے ۔ دنیا کے سمندروں میں بحری جہاز ایسی ایٹم کی مدد سے چلتے تھے ۔ اب کارخانوں سے دھواں نہیں اُٹھتا تھا اور نہ ہی شہروں میں چلتی ہوئی موٹریں پٹرول اور ڈیزل تیل کا کڑوا دھواں چھوڑتی تھیں اس کی جگہ ایٹم نے لے لی تھی ۔ جس کا ایک چھوٹا سا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ری ایکٹر موٹر یا مشین کے انجن میں لگا دیا جاتا تھا۔ شہر کے مکانوں میں اب کوئی بجلی کا پنکھا اور سوئی گیس کا ہیٹر نظر نہیں آتا تھا۔ اُس کی جگہ کمرے کے کسی کونے میں ایٹمی ری ایکٹر کا ایک چھوٹا سا کیبن نصب کر دیا جاتا جو سارے گھر کو گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم رکھتا۔

ریل گاڑیاں بھی ایٹمی طاقت سے چلتی تھیں اور ان کی رفتار اتنی تیز ہو گئی تھی کہ لاہور سٹیشن سے چلی ہوئی گاڑی آدھ گھنٹے میں راولپنڈی پہنچ جاتی تھی۔ ان ریل گاڑیوں کو خاص طریقے سے بنایا گیا تھا۔ ڈبوں میں ہوا کا دباؤ ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ساری گاڑی موٹے شیشے کی بنی ہوئی تھی۔ اور کوئی بھی کھڑکی سفر کے دوران کھل نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ ٹرین کی رفتار بہت تیز تھی۔ ہوائی جہاز جیٹ انجن کی بجائے راکٹوں سے چلتے تھے اور راکٹوں میں تیل یا دوسرے ایندھن کی جگہ ایٹمی طاقت استعمال کی جاتی تھی۔ ٹیلی ویژن چوبیس گھنٹے چلتا تھا۔ سکولوں میں کوئی استاد نہیں تھا۔ صرف ایک سائنسدان تھا جو سارا سبق ٹیلی ویژن کے ذریعے یاد کراتا تھا۔ ہر بچے کے ڈسک کے ساتھ ریڈیو، مائیکروفون اور ننھا ٹی وی سیٹ لگا تھا۔ اسی ٹی وی پر وہ سوال کو حل ہوتے دیکھتا تھا۔ دفتروں میں سارا کام کمپیوٹر کرتے تھے۔ شہر میں دکانوں کی جگہ بڑے بڑے سٹور کھل گئے تھے۔ ہر سٹور میں کمپیوٹر لگے تھے۔ جو چیز پسند ہو وہ لے کر کمپیوٹر کے سامنے رکھ دیں۔ فوراً ایک چٹ سامنے آ جائے گی جس پر اُس چیز کی قیمت درج ہوگی۔ قیمت ادا کر کے آپ آرام سے گھر آ جائیں۔ دودھ، دہی، سبزیاں، آٹا، چاول، ہر شے بند ڈبوں میں ملتی تھی۔ شہر میں مسافر بسوں اور ادنیٰ بسوں کی جگہ ہیلی کوپٹر چلتے تھے۔ ماڈل ٹاؤن سے ہیلی کوپٹر ایک منٹ میں انارکلی پہنچا دیتا تھا۔ چھوٹے شہروں کے درمیان بھی ہیلی کوپٹر سروس جاری تھی۔ لاہور سے گوجرانوالہ تک ہیلی کوپٹر پانچ منٹ میں پہنچ جاتا تھا۔ بیماریوں کا تقریباً خاتمہ ہو چکا تھا۔ ہسپتالوں میں بہت ہی کم مریض دیکھنے میں آتے تھے۔ غرض کہ سائنس نے بے حد ترقی کر لی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب خلائی جہاز سٹار ٹریک اپنے خطرناک سفر پر روانہ ہوا۔ اس لئے کہ یورپ اور امریکہ سائنسی ترقی کے انتہائی عروج کے دور میں داخل ہو چکا تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

باب ۲

چاند کے اوپر

سٹار ٹریک چھ لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے خلا میں آگے بڑھ رہا تھا۔ آج سے پچاس سال پہلے کسی جہاز کی یہ رفتار انسانی خیال میں نہ آ سکتی تھی۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ جبکہ خلائی جہاز سٹار ٹریک چھ لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا تھا۔ اس رفتار پر پہنچ کر لوہا پگھل کر بھاپ بن جاتا ہے۔ مگر خلائی جہاز پر جو خاص قسم کی دھات استعمال کی گئی تھی وہ بارہ لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار بھی برداشت کر سکتی تھی۔ سٹار ٹریک زمین سے کافی دور نکل گیا تھا۔ اب وہ چاند کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چاند سٹار ٹریک کی بڑی سکرین پر صاف نظر آ رہا تھا۔ دنیا ایک ستارے کی طرح چھوٹی ہوتی جا رہی تھی اور چاند ابھر کر اپنے تمام نیلے پیلے رنگوں کے ساتھ سکرین پر بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ کیپٹن جیمز نے چاند پر بنی ہوئی لیبارٹری سے رابطہ قائم کر رکھا تھا

اور وہ چاند کی لیبارٹری میں کام کرتے سائنس دانوں سے وائرلیس پر گفتگو کر رہا تھا۔

مسٹر سپوک کنٹرول پینل پر کپتان کے پاس کھڑا تھا اور سکرین پر چاند کو دیکھ رہا تھا۔ چاند بڑی تیزی سے آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ وہ اگر چاہتے تو چاند پر ٹھہر سکتے تھے۔ لیکن اُن کی منزل چاند نہیں تھی۔ وہ چاند سے بھی، سورج سے بھی بہت آگے جا رہے تھے۔ جب اُن کا جہاز چاند سے کوئی پچاس ہزار میل کے فاصلے پر پہنچا تو کپتان کے حکم سے جہاز کا رُخ ۹۰ درجے پر موڑ دیا گیا۔ اب چاند آہستہ آہستہ جہاز کے نیچے کی طرف آنے لگا۔ اور کوئی آدھ گھنٹے کے بعد جہاز سٹار ٹریک چاند کے اوپر سے گزر رہا تھا۔

"ہیلو چاند! ہیلو چاند!" کپتان نے چاند پر آواز دی

"ہیلو سٹار ٹریک! ہیلو سٹار ٹریک۔ کیا تم ٹھیک ہو؟

"ہم ٹھیک ہیں۔"

"سفر مبارک ہو"

"شکریہ! موسم صاف ہے۔"

"آگے وہ ٹکڑا آ رہا ہے جہاں ٹوٹتے تاروں کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بڑے بڑے پتھر گرا کرتے ہیں۔ ذرا ہشیار رہنا کپتان جیمز"

"ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔

اچھا خدا حافظ!"

"خدا حافظ!"

کپتان نے سوئچ اوف کر کے سکرین پر دیکھا۔ مسٹر سپوک اس کے قریب کھڑا تھا۔ چاند جہاز کے بالکل نیچے سے گزر گیا تھا اور اب جہاز کی پچھلی سکرین پر خلاء میں گم ہوتا نظر آ رہا تھا۔ مسٹر سپوک نے نیچے انجینئرنگ روم میں بات کر کے تمام مشینوں کی صحیح پوزیشن دریافت کی اور سٹار بورڈ پر ایک ایک مشین کے ڈیش بورڈ کا معائنہ کیا۔ ہر پرزہ اپنی جگہ پر ٹھیک کام کر رہا تھا۔ اتنے میں ڈاکٹر میکائے اپنے کمرے سے نکل کر ان کے پاس آ گیا۔

"کیپٹن ٹریگر! میرا خیال ہے ہم بڑے موزوں حالات میں سفر کر رہے ہیں۔"

"کیوں نہیں ڈاکٹر میکائے۔ ویسے اس کا جواب مسٹر سپوک بہتر انداز میں دے سکتا ہے۔"

کپتان نے مسکراتے ہوئے مسٹر سپوک کی طرف دیکھا۔ اُسے یقین تھا کہ مسٹر سپوک جواب میں ہرگز نہیں

مسکرائے گا۔ لیکن جواب ضرور دے گا۔ سپوک نے ڈاکٹر میکائے کی طرف دیکھ کر بڑے ٹھنڈے اور مشینی لہجے میں جواب دیا۔

"ہر مشین میری مرضی کے مطابق ٹھیک چل رہی ہے"

"شکریہ مسٹر سپوک"

ڈاکٹر میکائے نے سگریٹ سلگا کر کہا۔ پھر وہ ایک ڈائیل پر جھک کر بولا۔

"مسٹر سپوک! ہم ابھی ابھی چاند کے اوپر سے گزرے تھے۔ چاند آپ کا وطن ہے۔ کیا آپ نے اپنے وطن کو سلام نہیں کیا؟"

مسٹر سپوک نے پتھر ایسے بے جان چہرے سے ڈاکٹر میکائے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں چاند پر ضرور پیدا ہوا ہوں ڈاکٹر۔ لیکن میرا وطن کہیں بھی نہیں۔ ہاں آپ اس جہاز سٹار ٹریک کو میرا وطن کہہ سکتے ہیں۔"

ابھی مسٹر سپوک یہ بات کر ہی رہا تھا کہ جہاز کو ایک دھچکا سا لگا۔ کپتان نے تشویش کے ساتھ کنٹرول پینل کو دیکھا۔ سپوک ایکدم ہوشیار ہو گیا اور لپک کر سٹار بورڈ کی طرف گیا اور نیچے انجن روم سے پوچھنے لگا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہ یہ دھچکا کس چیز کا تھا؟ ڈاکٹر میکائے نے سکرین کی طرف دیکھا۔ وہاں ستاروں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ کپتان ٹریگر ریڈار پر جھک گیا۔ مسٹر سپوک اور ڈاکٹر میکائے بھی اس کے پاس آ گئے۔ ریڈار کی سوئی نے خلاؤں میں گھومتے ہوئے ایک جگہ نیلے رنگ کے نقطے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ نقطہ اکاون ڈگری جنوب کی طرف سورج کی سمت تھا اور بڑا ہو رہا تھا۔ مسٹر سپوک نے کہا۔

"ہمیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔"

ڈاکٹر میکائے بولا۔

"میرا خیال ہے یہ ضرور کوئی اڑن طشتری ہے۔"

مسٹر سپوک نے آہستہ سے کہا۔

"ڈاکٹر میکائے ہم صرف آپ کے خیال سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ہمیں باقاعدہ سائنسی طور پر اس کی تحقیق کر کے معلوم کرنا ہے کہ یہ کیا شے ہے اور ہمارے جہاز کو دھچکا کیوں لگا ہے؟"

کپتان ٹریگر نے سپوک سے پوچھا۔

"مسٹر سپوک! آپ کی رائے میں یہ دھچکا اس نیلے نقطے کی وجہ سے لگا ہے کیا؟"

مسٹر سپوک کچھ دیر خاموشی سے نیلے نقطے کو ریڈار پر دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"اصولی طور پر ہم خلا کے جس حصے سے گزر رہے ہیں وہاں سوائے شہاب ثاقب کے ٹوٹتے پتھروں کے اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔ ان پتھروں سے جہاز کو دھکا اس لئے نہیں لگنا چاہیئے کیونکہ جہاز کو اس قابل بنا دیا گیا ہے کہ اگر بڑے سے بڑا پتھر بھی جہاز کے قریب آئے تو اس کی ایٹمی شعاؤں سے پگھل کر بھاپ بن جائے۔"

"پھر یہ دھچکا کس چیز کا تھا؟"

"ہر مشین اپنی جگہ پر ٹھیک کام کر رہی ہے۔ انجن روم کی رپورٹ میرے سامنے ہے۔ میں ابھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہمیں اس نقطے کے بارے میں انتظار کرنا ہوگا۔"

اس کے ساتھ ہی جہاز کو ایک دھچکا اور لگا۔ یہ پہلے سے زیادہ شدید تھا۔ کپتان ٹریگر نے امیرجنسی کنڈکٹر اون کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کنڈکٹر کے چلتے ہی ریڈار کی کارکردگی پہلے سے دگنی ہو گئی اور بارہ لاکھ میل دور کی چیزوں کی تصویریں اور ایٹمی شعاعیں زیادہ وضاحت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے ساتھ سکرین پر نظر آنی شروع ہو گئیں۔ نیلی روشنی کا نقطہ اب بڑا ہو کر ایک جلتے ہوئے انگارے کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔ کپتان نے سپاک سے پوچھا۔

"اب تمہاری کیا رائے ہے اس کے بارے میں"؟

مسٹر سپوک سکرین پر جلتے ہوئے انگارے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جو برابر بڑھتا اور پھیلتا جا رہا تھا۔

"میری رائے میں یہ ایک سیارہ ہے"۔

ڈاکٹر میکائے نے مسٹر سپوک کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"سیارے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کیا یہ کوئی سورج ہے؟"

"نہیں سورج نہیں ہے۔ لیکن کچھ لاکھ سال گزرنے کے بعد سورج بن جائے گا"۔

جہاز کا باقی عملہ اپنے اپنے کام میں لگا تھا۔ ہر آدمی اپنی جگہ پر بیٹھا مشینوں کے پرزوں، جلتی بجھتی روشنیوں اور ڈائیل کی حرکت کرتی سوئیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جس جلتے ہوئے انگارے کو مسٹر سپوک نے سیارہ کہا تھا وہ اب سکرین پر چاند کی مانند دکھائی دے رہا تھا اور اس کی سطح پر نیلے رنگ کی بڑی بڑی لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ انہوں نے ایک بات کو خاص طور پر محسوس کیا کہ

سیارے کی سطح پر سے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نیلے رنگ کی ایک بڑی اونچی لہر اوپر اٹھتی تھی۔ جونہی یہ لہر بلند ہوتی جہاز کو دھچکا لگتا۔

کپتان ٹریگر نے ایٹمی تابکاری کی رپورٹ طلب کی معلوم ہوا کہ اس نیلے سیارے سے بے پناہ ایٹمی توانائی خارج ہو رہی ہے۔ یہ توانائی اس قدر طاقت ور تھی کہ اگر اس کی شعاعیں براہ راست زمین پر پڑ جائیں تو وہ پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو جائے۔ جہاز سٹار ٹریک اپنی پوری رفتار کے ساتھ خلا میں چلا جا رہا تھا۔ کپتان نے مسٹر سپوک کے مشورے سے اس کا رُخ اس طرح تبدیل کر دیا کہ اب وہ نیلے سیارے کے پہلو میں آ گیا تھا۔ اور اس سے کافی فاصلے پر سے ہو کر گزر رہا تھا۔

ایکا ایکی نیلے سیارے کی سطح پر جیسے لاکھوں ایٹم بم پھٹے اور لاکھوں میل لمبا ایک شعلہ بلند ہوا۔ جہاز کو ایک زبردست دھکا لگا اور اس کے آٹھ انجنوں میں سے دو انجن بند ہو گئے۔ مسٹر سپوک آناً فاناً نیچے انجن روم میں اتر گیا اور انجن کو دوبارہ چلانے کی کوشش کرنے لگا۔ کنٹرول روم کی سُرخ بتی بار بار بجھ رہی تھی جو خطرے کا پہلا اشارہ تھا۔ ڈاکٹر میکائے سکرین پر جلتے سیارے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کی سطح دیکھ رہا تھا۔ کپتان ٹریگر نے فون پر مسٹر سپوک سے کہا۔

"انجن چلنے میں کیا خرابی ہے مسٹر سپوک"؟

"سر! میں معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ بظاہر مجھے کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔ صرف مشین جام ہو گئی ہے۔"

"ایسا نہیں ہونا چاہیئے مسٹر سپوک! برائے مہربانی مشین کو چلاؤ اور مجھے رپورٹ پیش کرو۔"

"یس سر!"

سپوک نے فون بند کرکے دوبارہ انجن کا معائنہ شروع کر دیا۔ اُس نے چیف انجینئر کو حکم دیا کہ جہاز کی رفتار ایک لاکھ میل فی گھنٹہ بڑھا دی جائے۔ رفتار تیز ہوتے ہی دونوں انجن اکیدم چل پڑے۔ سپوک کے چہرے پر اطمینان سا آگیا۔ پھر بھی حیرت اپنی جگہ پر تھی۔ ابھی کہکشاں، اُن کی منزل، کروڑوں میل دُور تھی۔ اگر شروع میں ہی اس قسم کی الجھنوں سے واسطہ پڑنے لگا تو آگے چل کر انہیں زیادہ مشکلات کا سامنا پڑنے والا تھا۔ مسٹر سپوک یہی سوچ رہا تھا کہ کپتان نے اُس سے پوچھا۔

"کیا جہاز کی رفتار بڑھانے سے انجن چل پڑے ہیں"۔

"یس سر — ابھی تک تو ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے"۔

"کمال ہے — کیا تم اوپر آرہے ہو مسٹر سپوک"؟

"یس سر — آرہا ہوں"

اس وقت کنٹرول روم میں پینل پر بیٹھا کپتان ٹریگر ڈاکٹر میکائے کو سکرین پر نیلے سیارے کے عقبی حصے میں سے نکلتی سفید روشنی کی ایک لکیر دکھا رہا تھا۔

"تمہارا اس سفید روشنی کے بارے میں کیا خیال ہے"؟

"میرا خیال ہے کہ یہ ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس ہے"

اتنے میں مسٹر سپوک اوپر آگیا اور وہ بھی اُن کے ساتھ مل کر نیلے ستارے کی دم سے نکلنے والی سفید روشنی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اُس نے ڈاکٹر میکائے کی بات سُن لی تھی۔ اُس سے چُپ نہ رہا گیا۔

"مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ڈاکٹر میکائے کہ آپ ڈاکٹری میں تو یقیناً بڑے ماہر ہیں لیکن خلا کی سائنس کو بالکل نہیں جانتے"۔

"کیا مطلب"؟ ڈاکٹر میکائے نے چونک کر پوچھا۔ مسٹر سپوک نے ڈاکٹر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"مطلب یہ کہ یہ سفید روشنی وہ گیس نہیں ہے۔ جس کا آپ نے نام لیا ہے۔ اگر وہ گیس ہوتی تو ہمارا جہاز جل کر بھسم ہو گیا ہوتا۔"

"پھر آپ اسے کیا کہیں گے مسٹر سپوک؟"

سپوک بڑے غور سے سیارے کی دم سے نکلنے والی سفید روشنی کو دیکھنے لگا۔ اس کی سرد گہری نظریں سیارے کے دل کو چیر کر پار جاتی محسوس ہو رہی تھیں۔ پھر وہ بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی گیس نہیں بلکہ کچھ شعاعیں ہیں جو ستارے کے گرد ہالہ بنائے ہوئے ہیں اور سیارے کی تیز رفتاری کی وجہ سے ہمیں دم کی صورت میں نظر آ رہی ہیں۔"

"کیا ان میں مقناطیس ہے؟"

"یہ بے حد طاقتور مقناطیسی شعاعیں ہیں اور اپنی شعاؤں کے اثر سے جہاز کو دھچکے لگے اور اس کے انجن بند ہو گئے تھے۔"

ڈاکٹر میکائے نے پوچھا۔

"اگر ایسی بات ہے تو اب جہاز کو دھچکے کیوں نہیں لگتے اور انجن کیوں نہیں بند ہوتے؟"

"اس کی صرف اتنی سی وجہ ہے جناب ڈاکٹر صاحب کہ اس خاکسار نے جہاز کا رُخ بدل کر رفتار تیز کر دی ہے جس کی وجہ سے ہم ان شعاعوں کے رُخ پر نہیں رہے۔ مجھے یقین ہے اب آپ ضرور سمجھ گئے ہوں گے۔"

کیپٹن جیمز ٹریگر نے اُن دونوں کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ اُسے ان دونوں کی آپس کی ہلکی ہلکی لڑائی بڑی اچھی لگتی تھی۔ ویسے تو وہ دونوں ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے لیکن بات بات پر ایک دوسرے سے اُلجھتے بھی رہتے تھے۔ مسٹر سپوک بے حد لائق اور تجربہ کار سائنسدان تھا۔ اُس نے نیلے سیارے کے بارے میں جتنی باتیں بھی بتائی تھیں وہ سب کی سب بالکل درست ثابت ہوئیں۔ جہاز کی رفتار تیز کرنے سے وہ نیلے سیارے سے بہت آگے نکل آیا تھا اور رُخ بدلنے سے وہ اس کی ہلاکت خیز شعاعوں سے محفوظ ہو گیا تھا۔

---

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

باب ۳

کپتان غائب ہوگیا

خلائی جہاز کو اپنے خطرناک سفر پر روانہ ہوئے چھ مہینے گزر گئے تھے۔

اس دوران میں سوائے نیلے سیارے کے دھچکوں کے جہاز کو کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ وہ زمین سے کروڑوں میل آگے نکل آئے تھے دُنیا کا ہمارا نظام شمسی بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ سورج جو کبھی اُن کے سر پر چمکا کرتا تھا اب پیچھے بہت دُور ایک سفید رنگ کے ننھے سے ستارے کی مانند چمکتا دکھائی دیتا تھا۔ جہاز کی ہر مشین درست حالت میں کام کر رہی تھی۔ جہاز میں اتنا ایندھن اور خوراک تھی کہ وہ مزید چھ برس تک خلاؤں میں ہی سفر کر سکتا تھا جہاز کے عملے کا ہر آدمی چاق و چوبند تھا۔ صرف ری ایکٹر پر کام کرنے والے دو نوجوان بیمار ہوئے تھے جنہیں ڈاکٹر میکائے کے ٹیکوں نے ایک ہی دن میں تندرست کر دیا۔ جہاز میں رات اور دن کا کوئی حساب نہیں تھا۔ ہر شخص شفٹوں میں کام کرتا تھا۔ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد آدمی کے لیے چھ گھنٹے سونا ضروری تھا۔ دن اور رات تو ہماری دنیا میں سورج کی وجہ سے ہوتے ہیں اور جب سورج ہی نہ ہو تو پھر دن کہاں اور رات کہاں۔ جہاز کے باہر خلاؤں میں ہر طرف تاریکی چھائی رہتی تھی جس میں چھوٹے بڑے ستارے موتیوں کی طرح اِدھر اُدھر جگمگاتے نظر آتے۔ جہاز کے باہر آکسیجن اور کشش بالکل نہیں تھی لیکن جہاز کے اندر ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ وہاں سانس بھی آسانی سے لیا جا سکتا تھا اور کشش بھی اتنی ہی تھی جتنی کہ زمین پر ہوتی ہے۔ جہاز والوں کا زمین کے ساتھ باقاعدہ رابطہ قائم تھا اور وہ اپنی زمین والوں کو راستے کی تمام خبریں سناتے جا رہے تھے۔ انہوں نے نیلے سیارے کے حادثے کی بھی پوری تفصیل زمین کے کنٹرول ٹاور کو بیان کر دی تھی۔

یہ معلومات زمین والوں کے لیے بڑی مفید ثابت ہو سکتی تھیں۔ لیکن اصل بات جس کا زمین پر لوگ بے تابی سے انتظار کر رہے تھے یہ تھی کہ کیا خلا میں کوئی ایسا ستارہ موجود ہے جس پر انسان اُن کی طرح زندگی بسر کر رہا ہو؟ مگر خلائی جہاز والوں کو ابھی تک اس کا کوئی بھی سراغ نہ مل سکا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے ریڈار نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ابھی تک ایسے کسی ستارے کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا تھا جس پر زمین ایسے حالات پائے جاتے ہوں۔

جہاز کے خلائی سفر کا ساتواں مہینہ گزر رہا تھا کہ اچانک ایک روز کپتان ٹریگر نے ریڈار پر ایک چھوٹے سے نقطے کو اُبھرتے دیکھا۔ وہ بڑے غور سے اس نقطے کو دیکھنے لگا۔ یہ سیاہی مائل بھورے رنگ کا نقطہ تھا جس میں سے کبھی کبھی روشنی چمک رہی تھی۔ ڈاکٹر میکائے اور سپوک نے بھی اس کو غور سے دیکھا۔ کئی روز تک یہ نقطہ اسی طرح دکھائی دیتا رہا۔ پھر اس نے بڑھنا شروع کر دیا۔ اب کپتان نے ایٹمی ری ایکٹر سے خاص شعاعیں اس نقطے پر پھینکیں۔ یہ شعاعیں جب واپس پلٹ کر آئیں تو انہوں نے ریڈار پر بتایا کہ یہ نقطہ ایک ایسا سیارہ ہے جس پر فضا موجود ہے۔

ڈاکٹر میکائے اور کپتان ٹریگر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ تو کیا وہ کسی ایسے سیارے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے جس کی فضا اُن کی اپنی زمین کے مطابق تھی؟

"مسٹر سپوک تمہارا کیا خیال ہے"؟

مسٹر سپوک کے چہرے پر کسی قسم کی خوشی کے آثار نہ تھے۔ وہ اپنی آنکھیں ریڈار کی سکرین پر گھومتی ہوئی سوئی پر لگائے اُسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کپتان کی آواز اس نے نہیں سُنی تھی۔ جب کیپٹن نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا تو مسٹر سپوک نے چونک کر کہا۔

"کیا سر؟ میں آپ کا سوال نہیں سُن سکا۔"

کیپٹن ٹریگر نے پوچھا۔

"ریڈار نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ نقطہ ایک ایسے سیارے کا ہے جس کے گرد فضا موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس سیارے پر فضا ہے تو یقیناً ہوا بھی ہوگی۔ ہوا کا دباؤ بھی ہوگا۔ کشش بھی ہوگی اور آکسیجن بھی ہوگی۔ اگر یہ سب کچھ موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں انسان نہ بستے ہوں۔"

مسٹر سپوک نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"سر! ابھی تک ہمارے ریڈار نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اس سیارے کے گرد جو فضا موجود ہے اُس میں کون کون سی گیسیں شامل ہے؟ فضا تو مریخ کے گرد بھی ہے لیکن یہ فضا ایسی گیس سے مل کر بنی ہے جو انسان کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ہلاک کر سکتی ہے اور پھر فضا کا موجود ہونا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اُس سیارے پر کشش ثقل بھی ہو۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُس ادھیڑ عمر سائنسدان کی باتیں کافی حد تک دُرست ہو رہی تھیں لیکن کیپٹن ٹریگر جس مگتے پر زور دے رہا تھا وہ یہ تھا کہ سیارے سے ٹکرا کر واپس آتی ہوئی ایٹمی شعاعیں ریڈار کی سکرین پر سیدھی پڑی تھیں جس کا مطلب یہ تھا کہ وہاں کے حالات بہت حد تک زمین سے ملتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہاں زہریلی گیس کی زیادتی ہوتی تو واپس آتی ہوئی شعاعیں ریڈار پر ترچھی پڑتیں۔

"اس پوائنٹ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے مسٹر سپوک؟"

ڈاکٹر میکائے نے قدرے سپوک کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ مسٹر سپوک خاموش تھا۔ اُس نے ایک پل کے لئے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"میں آپ کی ذہانت کا دل سے قائل ہوں ڈاکٹر۔ مگر ان شعاعوں میں جو شے میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ آپ نہیں دیکھ سکتے۔"

کیپٹن نے پوچھا۔

"تم کیا دیکھ رہے ہو سپوک؟"

"سر! جب تک میں ری ایکٹر میں جا کر پوری رپورٹ حاصل نہیں کر لیتا۔ میں آپ کو یقینی طور پر اس سیارے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں آپ کی رپورٹ کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"یس سر"

"او کے"

کیپٹن سے اجازت لے کر سائنس مان سپوک لفٹ کے ذریعے نچلی منزل میں اُتر گیا اور کپتان اور ڈاکٹر دوبارہ سکرین پر دیکھنے لگے۔ اب وہ نقطہ فٹ بال کے گیند کی مانند بڑا ہو گیا تھا اور خوب چمک رہا تھا۔ جہاز کا ریڈار صاف بتا رہا تھا کہ اس سیارے پر نہایت تسلی بخش فضا موجود ہے۔ سیارے سے ٹکرا کر واپس آنے والی لہریں بڑی واضح اور سیدھی ریڈار پر پڑ رہی تھیں جیسا کہ ان کی اپنی زمین سے ٹکرا کر واپس آنے والی لہریں پڑا کرتی تھیں ڈاکٹر میکائے بولا۔

"یقیناً اس سیارے پر زندگی موجود ہے"

جہاز کے باقی لوگ بھی اسی خیال سے بہت خوش نظر آ رہے تھے کہ سات مہینوں کے سفر کے بعد وہ ایک ایسی سرزمین پر اترنے والے ہیں جہاں اُن کی طرح کے جیتے جاگتے لوگ موجود ہوں گے۔ کپتان نے وائرلیس کے ذریعے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنی زمین والوں کو بھی نئے سیارے کے بارے میں اطلاع کر دی تھی۔ زمین پر بھی لوگ بہت خوش ہو رہے تھے۔ اخباروں نے بڑی بڑی سُرخیاں جما دیں۔ ہر ملک کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بار بار اعلان کرنا شروع کر دیا کہ خلائی جہاز سٹار ٹریک نے اپنے کہکشانی سفر میں ایسے سیارے کا سُراغ لگا لیا ہے جہاں زمین کی طرح انسان موجود ہیں۔

اتنے میں بائیں جانب لفٹ کا خود کار دروازہ کھلا اور مسٹر سپوک ایک چارٹ ہاتھ میں لئے داخل ہوا۔ کپتان کے پاس آ کر اُس نے ایک نظر چارٹ پر ڈالی اور اسے کپتان کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا۔

"کمپیوٹر نے بتایا ہے کیپٹن کہ اس سیارے میں زندگی کے آثار موجود ہیں۔"

ڈاکٹر میکائے خوشی سے اچھل پڑا۔

"میں نہ کہتا تھا کہ اس سیارے میں زندگی ہے" مسٹر سپوک نے ڈاکٹر میکائے کی بات کاٹ کر کہا۔

"زندگی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس سیارے پر ہماری طرح کے انسان آباد ہوں گے تو یہ آپ کا ایک احمقانہ خیال ہے۔"

"وہ کیوں مسٹر سپوک؟"

کیپٹن ٹریگر نے حیرانی سے سائنس دان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

مسٹر سپوک نے چارٹ پر بنی ہوئی ایک سُرخ لکیر پر انگلی رکھ کر کہا۔

"یہ سُرخ لکیر یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس سیارے پر زندگی تو موجود ہے مگر آکسیجن بالکل نہیں ہے۔ اگر آکسیجن نہیں ہے تو ظاہر ہے وہاں نہ ہماری زمین کی طرح کے درخت ہوں گے۔ نہ ہمارے ایسے جیتے جاگتے انسان ہوں گے۔"

"کیا وہاں کسی قسم کا پانی بھی نہیں ہے؟"

"ہماری زمین پر، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملنے سے بنتا ہے۔ چونکہ اس سیارے پر آکسیجن نہیں ہے اس لئے وہاں ہماری زمین کی قسم کا پانی بالکل نہیں ہوگا۔ ہاں کچھ اور قسم کی سیال شے ہو سکتی ہے جسے ہم پانی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔"

کپتان نے گہری سوچ میں ڈوب کر پوچھا۔

"مسٹر سپوک! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سیارے پر آکسیجن کے بغیر زندگی سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

سپوک کچھ دیر خاموش رہا اور چارٹ پر بنی ہوئی الٹی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سیدھی لکیروں کی طرف تکتا رہا۔ پھر کیپٹن کی طرف نظریں اُٹھا کر بولا۔

"یہ ایک عجیب و غریب سیارہ ہے کیپٹن! یہاں زندگی اپنی پوری توانائی کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن وہ ہماری زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ جو لوگ یہاں آباد ہیں اُن کے چہرے ہماری طرح ہرگز نہیں ہیں۔ شاید وہ منہ، ناک، کان اور ہاتھ بھی ہماری طرح سے نہ رکھتے ہوں۔ پھر بھی وہ بولتے ہیں سنتے ہیں۔ دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں۔ بلکہ اس چارٹ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سائنس میں بہت ترقی کر چکے ہیں۔"

کپتان کے اشتیاق میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"کیا خیال ہے ہم اس سیارے پر اُتر کر اُن کی سائنسی ترقی کا جائزہ نہ لیں؟"

"میرا خیال ہے اس میں خطرہ ہے" ڈاکٹر میکائے ایکدم بول پڑا۔ سائنسدان نے ڈاکٹر کو طنزیہ نگاہوں سے دیکھا اور کہا۔

"ڈاکٹر ایک سائنس دان اور خلائی سفر کے لیے خطرہ نام کی کوئی شئے موجود نہیں ہے"

پھر وہ کپتان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"میرا بھی خیال ہے کہ ہمیں اس سیارے پر اُتر کر حالات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ میری رپورٹ بتا رہی ہے کہ اس سیارے کے لوگ سائنس میں بہت ترقی کر چکے ہیں"

کپتان نے سپوک سے پوچھا۔

"اب ایک سوال باقی رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا اس سیارے کے لوگ ہمیں اپنی زمین پر اترتے دیکھنا گوارا کر لیں گے؟"

"یہ تو وہاں اُتر کر ہی معلوم ہوگا"

جوں جوں سیارہ قریب تر آ رہا تھا جہاز کا عملہ اُترنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ کیپٹن ٹریگر نے زمینی کنٹرول مشن سے سیارے پر اُترنے کی اجازت کر لی تھی۔ لیکن کنٹرول نے اُسے اس بات سے خاص طور پر خبردار کر دیا تھا کہ اگر وہاں پر کسی قسم کا بھی معمولی سا خطرہ محسوس ہو تو اُترنے کا ارادہ ملتوی کر دیا جائے۔ کیپٹن ٹریگر اور سائنس دان سپوک نے پکا ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ اس انوکھے سیارے پر ضرور اتریں گے اور وہاں کے حالات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں گے۔ انہوں نے آکسیجن ماسک، اور دوسری تمام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ضروری اشیاء پوری طرح تیار کر لی تھیں۔

سیارہ اب چاند سے بھی چھ سات گنا بڑا ہو گیا تھا اور اُس کی سطح پر بھورے رنگ کے پہاڑوں کا سلسلہ دُور بین سے صاف نظر آ رہا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ سیارے کا حجم بڑا ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ ساتویں روز خلائی جہاز سیارے کی ہلکے نیلے رنگ کی فضا میں داخل ہو گیا۔ اُن کا خیال تھا کہ جونہی خلائی جہاز سیارے کی فضا میں داخل ہوگا بڑے زور کا دھکا لگے گا۔ اس کے لیے انہوں نے پوری تیاریاں بھی کر رکھی تھیں۔ لیکن انہیں یہ دیکھ کر بڑی خوشگوار حیرت ہوئی کہ اُن کا جہاز بڑی آسانی سے سیارے کی دبیز فضا میں داخل ہو گیا۔

آلات نے بڑی برق رفتاری کے ساتھ کمپیوٹر کی مدد سے سیارے کی فضا کے بارے میں معلومات بہم پہنچانا شروع کر دی۔ کیپٹن کو معلوم ہوا کہ سیارے کی فضا میں ایمونیا، مقبلیئن اور ایک تیسری قسم کی عجیب و غریب گیس کے سوا اور کوئی گیس نہیں ہے ہائیڈروجن کا سُراغ بھی کہیں نہیں مل رہا تھا۔ ہوا کا دباؤ بہت زیادہ تھا۔ جس کی وجہ سے سائنسدان مسٹر سپوک کا خیال تھا کہ وہاں کی مخلوق کے قد بہت چھوٹے اور چپٹے ہوں گے۔

خلائی جہاز کا رُخ سیارے کی زمین کی طرف موڑ دیا گیا اور جہاز نے نیچے اُترنا شروع کر دیا۔ جہاز کی رفتار بے حد کم کر دی گئی تھی۔ کیونکہ زیادہ رفتار کے ساتھ سیارے سے ٹکرا جانے کا خدشہ تھا۔ سیارے کی اپنی کشش بھی بہت زیادہ تھی جو جہاز کو بڑی تیزی سے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ زمین کے بالکل قریب جا کر جہاز کا انجن بند کر کے عقبی راکٹ چلانے پڑے جس نے جہاز کی رفتار نہ ہونے کے برابر کر دی اور جہاز ایک ایسے غبارے کی طرح جس میں گیس کم ہو گئی ہو زمین کی طرف اترنے لگا۔ جہاز کی بڑی سکرین پر سیارے کی زمین کی جو تصویر آ رہی تھی اس میں وہاں سوائے چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے خشک ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان ٹیلوں پر کہیں گھاس پھونس کا ایک تنکا تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہاں بے حد زہریلی قسم کی ہوا موجود تھی جسے زمین کی بے پناہ کشش نے اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ اگر اس سیارے کی زمین میں کشش نہ ہوتی تو اُس کی فضا بھی ہوا سے چاند کی طرح محروم ہوتی۔

سب سے تسلی بخش بات یہ تھی کہ خلائی جہاز کو سیارے کی سرزمین پر اترتے ہوئے کسی قسم کی رکاوٹ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیش نہیں آ رہی تھی۔ آخر خلائی جہاز سٹار ٹریک بڑے سکون کے ساتھ اجنبی سیارے کی زمین پر اُتر گیا۔ اُس کے پیڈ سیارے کی زمین کے ساتھ ٹکرائے تو محسوس ہوا کہ زمین کی سطح بے حد سخت ہے۔ زمینی کنٹرول کو سیارے پر اترنے کی اطلاع کر دی گئی۔ ہماری دنیا میں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دنیا کے ہر مُلک میں سائنس والوں کی اِس عظیم الشان کامیابی پر خوشیاں منائی جانے لگیں۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن پر بار بار اعلان کیا جانے لگا۔ زمینی کنٹرول کی سکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے دنیا کے مشہور سائنس دان خلائی جہاز کو سیارے پر اُترتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

خلائی جہاز کے تمام انجن بند کر دیئے گئے۔ کیپٹن ٹریگر۔ ڈاکٹر میکائے اور سائنس دان مسٹر سپوک سیارے پر اترنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے پریشر سوٹ پہن لئے تھے جس میں ہوا کا دباؤ زمین کی فضا کے مطابق تھا۔ چھوٹے ماچس کی ڈبی ایسے وائرلیس سیٹ، اور ایٹمی پستول اُن کے ہاتھوں میں تھے۔ اس ایٹمی پستول سے گولی کی بجائے بڑی تیز اور مہلک شعاعیں نکلتی تھیں جو ہر شئے کو بھسم کر کے رکھ دیتی تھیں۔ جہاز کا نچلا چیمبر کھول دیا گیا۔ تینوں آدمی پریشر سوٹ میں ملبوس نچلی منزل میں آئے اور چیمبر کے آہنی دروازے میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں ایک کیپٹن ٹریگر تھا۔ دوسرا مسٹر سپاک اور تیسرا ڈاکٹر میکائے۔ اُن کے سامنے نئے سیارے کی سرزمین چھوٹے چھوٹے بھورے ٹیلوں کے ساتھ دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ اُس کی چمک سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سیارے کی فضا میں ہلکی ہلکی ہوا اور ذرات موجود ہیں۔

ہلکی سی آواز کے ساتھ جہاز کے نچلے حصّے میں ایک سیڑھی نکل آئی۔

تینوں سیڑھیوں سے اُتر کر سیارے کی زمین پر آ گئے۔ انہیں اپنے قدموں کے نیچے زمین سخت محسوس ہوئی۔ وہ اپنا بوجھ بھی کچھ زیادہ محسوس کر رہے تھے۔ اُن کے پریشر سوٹ میں درجہ حرارت نارمل تھا جبکہ باہر سیارے پر درجہ حرارت پانی کے کھولاؤ تک پہنچ چکا تھا۔ جہاز کے چیمبر کا دروازہ بند ہو گیا۔ عملے کے لوگ سکرین کے پاس آ کر اپنے کیپٹن کو نئے سیارے کی سرزمین پر چلتے دیکھنے لگے۔ کیپٹن ٹریگر نے وائرلیس پر جہاز کے چیف آفیسر کو بتایا کہ وہ اپنے آپ کو بالکل نارمل محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہر شئے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ٹھیک ہے۔

تینوں بہادر خلاباز آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے سامنے پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ مریخ اور زہرہ ایسے سیاروں پر بھی اتر چکے تھے اور انہیں وہ کیفیت محسوس نہیں ہوئی تھی جیسے وہ اس وقت محسوس کر رہے تھے۔ اس کی وجہ محض اتنی تھی کہ زہرہ اور مریخ دونوں سیارے اُن کی دنیا کے نظام شمسی سے متعلق تھے۔ جبکہ یہ اجنبی سیارہ ایک دوسری کہکشاں کے پہلے نظام شمسی کا سیارہ تھا یہاں سے ایک دوسری کہکشاں کے شمسی نظاموں کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ اس سیارے کے بارے میں اُن کے پاس تمام سائنسی معلومات موجود تھیں۔ فضا، ہوا، دباؤ اور کشش ثقل کے بارے میں ساری تفصیلات معلوم تھیں۔ پھر بھی اُن کے دلوں میں ایک عجیب قسم کا اندیشہ سا پیدا ہو رہا تھا۔ کیا خبر یہاں کس قسم کی مخلوق آباد ہو۔ کیا معلوم ان کا ردعمل کیا ہو۔

تینوں خلاباز چلتے ہوئے اپنے خلائی جہاز سے کافی دُور نکل گئے۔ ابھی تک انہیں کسی قسم کی مخلوق نہیں ملی تھی اور کسی قسم کا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا تھا۔ اس وقت وہ اونچے ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہے تھے۔ یہاں عجیب و غریب قسم کے رنگ برنگ پتھر چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ اپنے جہاز سے وہ برابر بات چیت کر رہے تھے اور پیٹی آفیسر کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر رہے تھے۔

ایک جگہ انہیں ٹیلے کے دامن میں غار کا دروازہ سا بنا ہوا نظر آیا۔ وہ تینوں غار کے دروازے پر جاکر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر آگے پیچھے غار میں داخل ہو گئے۔ اُن کا غار میں داخل ہونا تھا کہ دھڑاک سے غار کا دروازہ ایک بڑے پتھر سے بند ہو گیا۔ تینوں ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

"میرا خیال ہے ہم کسی خطرناک جال میں پھنس گئے ہیں" ڈاکٹر میکائے نے کپتان سے کہا۔ کپتان نے بند دروازے کے پتھر کو ہاتھ سے ٹٹولتے ہوئے مسٹر سپوک کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے سیارے کے لوگوں کو ہمارے آنے کی خبر ہو گئی ہے۔"

مسٹر سپوک بڑی خاموشی کے ساتھ بند دروازے کے پتھروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اُس نے پتھر کی دیوار کو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہاتھ سے بجایا اور بولا۔

"اس پتھر سے دائرلیس کی لہریں نہیں گزر سکتیں یہ بہت ٹھوس پتھر ہے اور اس کے مالیکیول بڑی مضبوطی سے آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔"

کپتان نے مسٹر سپوک کے منہ سے یہ جملہ سنتے ہی فوراً اپنے سیٹ پر جہاز سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"ہیلو سٹار ٹریک! میں کپتان بول رہا ہوں....."

"ہیلو سٹار ٹریک! میں کپتان ٹرگر بول رہا ہوں....."

مگر دوسری جانب سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

کیپٹن! پتھر کی اس دیوار کی وجہ سے ہماری آواز جہاز والوں کو اور ان کی آواز ہمیں سنائی نہیں دے سکتی۔"

ڈاکٹر میکائے پریشانی سے بولا۔

"ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

سپاک نے اس کی طرف بے توجہی سے دیکھا اور کہا۔

"ڈاکٹر اس کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا۔ یہ کام مجھے اتنا آسان دکھائی نہیں دیتا۔ جس زمین کے پتھروں میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ انسانی آواز کو روک سکیں وہاں کے سائنسدان یقیناً زیادہ چالاک ہونگے۔"

ڈاکٹر میکائے فوراً بولا۔

"ہمارے جہاز کے سائنس دان سے زیادہ چالاک نہیں ہو سکتے۔"

مسٹر سپاک ڈاکٹر کی طنز کو سمجھ گیا۔ لیکن اس موقع پر اس نے خاموش رہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔ کپتان ٹرگر غار میں ذرا آگے جاکر ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگ کر کچھ سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے سپاک کو آواز دی۔

"مسٹر سپاک! ادھر آؤ۔"

سپاک لپک کر کپتان کے پاس گیا۔

"یہ آواز کیسی سنائی دے رہی ہے۔"

سپاک نے دیوار کے ساتھ کان لگائے تو اسے یوں سنائی دیا جیسے دیوار کے پیچھے کوئی مشین چل رہی ہو۔ میکائے بولا۔

"حیرانی کی بات ہے کہ ہماری آواز ان پتھروں سے پار نہیں ہو رہی اور ان لوگوں کی مشین کی آواز ہمیں سنائی دے رہی ہے۔"

سپاک گہری سوچ میں تھا۔ جب کپتان نے بھی اس سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہی سوال کیا تو پھر اپنے لمبے کان کو کھجاتے ہوئے بولا۔
"اس کی وجہ صرف اتنی ہے کہ آواز کی جو لہریں کرمینی ان لوگوں کے پاس ہے وہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔"
"مگر سوال یہ ہے کہ اس دیوار کی دوسری جانب کیسے جاکر دیکھا جائے کہ اندر کیا ہو رہا ہے؟"
ادھیڑ عمر لمبے کانوں والے سائنس دان سپاک نے بڑی گہری نگاہ سے غار کے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ جس مخلوق نے اچانک غار کا دروازہ بند کرکے ہمیں اندر قید کر لیا ہے وہ ضرور اس وقت دیکھ رہی ہوگی۔ اگر ہم دیوار کے اس پار جانے کا راستہ تلاش نہ کر سکے تو یہاں کی مخلوق ہمیں اندر بلا لے گی۔"
وہ غار کے اندر بڑھنے لگے۔ انہیں ایک طرف ایک چبوترا سا نظر آیا جس کے اوپر کسی جانور کے پروں کی بنی ہوئی عجیب و غریب چھت سی پڑی ہوئی تھی۔ کپتان ٹریگر اس چبوترے پر جاکر کھڑا ہو گیا۔ چبوترے پر اس کے کھڑے ہوتے ہی ایک بجلی سی چمکی۔ روشنی غائب ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کپتان ٹریگر غائب ہو چکا ہے۔

باب ۴

غیبی لوگ

ڈاکٹر میکائے اور سپوک کپتان کو غائب ہوتا دیکھ کر ششدر رہ گئے۔
میکائے تو اپنی عادت کے مطابق گھبرا گیا لیکن سائنس دان سپوک نے اپنے حواس بجا رکھے۔ اسے معلوم تھا کہ ایک ایسی دنیا میں جہاں سائنس نے بہت ترقی کر لی ہو ہر قسم کے واقعات ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ کپتان کے اچانک غائب ہو جانے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ ڈاکٹر نے پریشانی سے پوچھا۔
"مسٹر سپوک! کیا کپتان کے ایٹم اس فضا میں بکھر گئے ہیں؟"
"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے۔"
"تو پھر تمہارے خیال میں یہ سب کیا ہے؟"
"میرے خیال میں کپتان کے ایٹمی ذرات کو یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"تمہارا مطلب ہے کہ کپتان زندہ ہے؟"

"کپتان یقیناً زندہ ہے۔ لیکن وہ کسی اور جگہ ہے۔"

"وہ جگہ کہاں ہو سکتی ہے مسٹر سپوک؟"

"وہ اس غار کی دوسری جانب بھی ہو سکتی ہے اور کسی دوسرے گمنام سیارے میں بھی۔"

"میرے خدا! یہ تو بہت بُری بات ہوئی۔"

"ڈاکٹر میکائے خدا کے لئے ذرا چپ رہو اور مجھے سوچنے کا موقع دو۔ اگر تم اپنی باتوں سے مجھے اسی طرح پریشان کرتے رہے تو ہو سکتا ہے ہم اپنے کپتان کو کبھی واپس نہ لا سکیں۔"

"بہت اچھا مسٹر سپوک! میں خاموش رہتا ہوں"

"شکریہ"

سائنس دان کا دماغ بڑی تیزی سے چل رہا تھا۔ وہ اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہو چکا تھا کہ اس سیارے کی مخلوق نے انسانی ذرات کو ایٹمی توانائی اور ایٹمی توانائی کو انسانی ذرات میں تبدیل کرنے کا راز معلوم کر لیا ہے اور یہ بہت بڑی بات تھی۔ چبوترے پر یقیناً غار کی چھت کے کسی خفیہ سوراخ سے ایٹمی شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ اس کی تصدیق کرنے کے لئے سپاک نے جیب سے سونے کا ایک سکہ نکال کر چبوترے پر پھینک دیا۔

چبوترے پر سکے کا گرنا تھا کہ بجلی ایک بار پھر چمکی۔ غار روشن ہو گئی۔ اور جب روشنی بجھی تو سپاک نے دیکھا کہ چبوترے پر سے سکہ غائب تھا۔ اُس نے بھنویں اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر میکائے سے کہا۔

"اس تجربے سے ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ کپتان کو کسی سازش کے ذریعے نہیں بلایا گیا۔ بلکہ یہ ایک اتفاق ہے کہ وہ چبوترے پر چلا گیا اور ایٹمی شعاعیں اُسے اُڑا کر لے گئیں۔"

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ چلا کہاں گیا؟ کپتان کسی سازش کا شکار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ مگر ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم اُسے ہر قیمت پر واپس لائیں۔"

"ڈاکٹر میکائے! میں بھی یہی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ایک طرح سے ہم بھی اِس غار میں کپتان کے ساتھ ہی قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کپتان دیوار کے اُس پار ہے اور ہم اِس پار ناک ٹوپیاں مار رہے ہیں۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"میرا خیال ہے ہمیں غار میں آگے چل کر دیکھنا چاہیئے۔"

"شاید آپ کا خیال ٹھیک ہے ڈاکٹر"

اور وہ دونوں چبوترے کو پیچھے چھوڑ کر غار میں پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے آگے چل پڑے۔ یہ غار بڑی ڈراؤنی تھی۔ اندھیرا ہونے کے باوجود اندر ایک عجیب قسم کی نیلی نیلی روشنی سی پھیلی ہوئی تھی۔ دونوں آگے چلتے ہوئے غار کا ایک موڑ گھومے تو انہیں ایک گڑ گراہٹ کے ساتھ غار کی دیوار کا ایک بڑا سا ٹکڑا پیچھے ہٹتا دکھائی دیا۔ دونوں دم سادھ کر کھڑے ہو گئے۔ اب دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا تھا اور اندر پھیلی ہوئی ہلکی نیلی روشنی صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں سوچ ہی رہے تھے کہ اندر جائیں یا نہ جائیں کہ فضا میں ایک پُروقار مردانہ آواز گونجی۔

"مسٹر سپاک اور ڈاکٹر میکائے! تم لوگ اپنا خلائی جہاز لے کر بغیر اجازت ہماری زمین پر آئے ہو۔ تم نے اپنے قدموں سے ہمارے مقدس سیارے کی سرزمین کو ناپاک کر دیا ہے۔ تمہیں اس کی سزا بھگتنی ہوگی۔ ہم تمہارے جہاز کو تباہ کر دیں گے اور تم لوگ ان پتھروں میں دم توڑ دو گے۔"

سپاک کی چالاک آنکھوں نے ادھر اُدھر دیکھا کہ وہاں کوئی لاؤڈ سپیکر تو نہیں لگا ہوا۔ اتنے میں وہی آواز پھر سنائی دی۔

"مسٹر سپاک! اتنے چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ تمہاری سائنس ہماری ترقی یافتہ سائنس کے مقابلے میں ابھی انتہائی کم عمر ہے۔ میری آواز کسی سپیکر کے ذریعے تم تک نہیں پہنچ رہی بلکہ میں خود تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ میں تم سے ایک فٹ کے فاصلے پر بھی ہوں اور ایک لاکھ میل کے فاصلے پر بھی ہوں۔"

سپاک بولا۔

"میں تمہاری سائنس کی ترقی کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن کیا آپ مجھے یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے کہ ہمارا کپتان کہاں ہے؟"

غار میں ایک بلند قہقہے کی آواز گونجی۔

"اس کا جواب بھی تمہیں مل جائے گا۔ ابھی تم لوگ اس دروازے کے اندر داخل ہو جاؤ۔"

ڈاکٹر میکائے نے سپاک کی جانب دیکھا۔ سپاک نے سرگوشی میں کہا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"میرا خیال ہے ہمیں اس غیبی آواز کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے۔"

"جیسی تمہاری مرضی"

اس کے بعد دونوں دروازے بیں سے گزر کر اندر داخل ہو گئے۔ پہلے والے دروازے کی طرح یہ بھی اُن کے اندر داخل ہوتے ہی بند ہو گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے جس کی ایک جانب زمین پر گھاس پھونس بچھی تھی۔ غیبی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ کوٹھڑی اب تم دونوں کی قبر بنے گی۔ خدا حافظ!"

آواز غائب ہو گئی۔ ڈاکٹر میکائے سر پکڑ کر گھاس پر بیٹھ گیا۔ سپوک نے بغیر کسی پریشانی اور گھبراہٹ کے سب سے پہلے تو کوٹھڑی کی دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر وہ گھاس کے تنکوں کو ہاتھ میں لے کر مسلتے ہوئے بولا۔

"یہ ایک عجیب قسم کی نباتات ہے۔ یہ صرف ان غاروں کے اندر اگتی ہے۔ اس کا رنگ گہرا نیلا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس سیارے پر کلوروفل نہیں ہے۔"

ڈاکٹر میکائے نے تنگ آ کر کہا۔

"جہنم میں جائے تمہاری کلوروفل۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ہم کپتان کو لے کر یہاں سے باہر کیونکر نکلیں گے؟"

مسٹر سپوک بڑے ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

"ہم یہاں سے فرار ہونے کی پوری کوشش کریں گے"

"لیکن کیسے؟ یہاں سے باہر نکلنے کا تو کوئی بھی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔"

"اگر ہم نے ہمت سے کام لیا اور اپنے حواس نہ کھوئے تو کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تم کون ہو؟

نیم روشن کوٹھڑی میں دونوں خلاباز بے سہارا پڑے تھے۔ ڈاکٹر میکائے کو سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ اگر اس سیارے کی مخلوق نے اُن کا خلائی جہاز تباہ کر دیا تو تو کیا ہوگا؟ پھر تو وہاں سے فرار ہونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔ لیکن مسٹر سپوک کی رائے تھی کہ سیارے کی مخلوق اُن کے جہاز کو تباہ نہیں کر سکتی۔

"یہ تم کیسے یقین سے کہہ سکتے ہو؟"

"اس طرح کہ اس سیارے کی مخلوق نے ذرّات کی توانائی کو ایک جگہ لاکر جمع کر دینے کا راز پایا ہے۔ جہاں تک مجھے یقین ہے یہ لوگ ایٹم کو توڑنے کے راز سے واقف نہیں ہیں پس وہ ہمارے جہاز کے ایٹموں کو تباہ نہیں کر سکتے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ایٹمی پستول کی شعاعیں بھی اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں؟"

"ہرگز نہیں بگاڑ سکتیں۔ بلکہ ہماری پستول کی شعاعوں سے اُن کے ایٹم اور زیادہ جُڑ جائیں گے اور وہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائیں گے۔"

"مگر وہ تو ہمیں نظر ہی نہیں آتے۔"

"حقیقت میں یہاں کی مخلوق کی کوئی شکل نہیں ہے۔ وہ صرف ایک توانائی ہیں۔ طاقت ہیں۔ ایک آواز ہیں۔ اور انہی لہروں سے وہ اس سیارے پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی انہوں نے انہی لہروں کے ذریعے قید کر رکھا ہے۔"

ڈاکٹر میکائے گھاس پر بیٹھا بیٹھا، دیوار سے ٹیک لگائے اونگھنے لگا اور پھر سو گیا۔ مگر سپوک جاگتا رہا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دُور تھی۔ میکائے اُسے پریشان کر رہا تھا۔ اب جبکہ وہ سو گیا تھا تو سائنس دان کو توجہ سے سوچنے کا موقع مل گیا تھا۔

اُس نے اُٹھ کر ایک بار پھر کوٹھڑی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اُسے اتنا معلوم ہو چکا تھا کہ اس سارے غار کو ایک خودکار نظام کنٹرول کر رہا ہے۔ اور وہ غیبی آواز جس مخلوق کی بھی تھی اب وہاں نہیں ہے۔ اُس نے پستول نکال کر اُس کا رُخ دیوار کی طرف کیا اور بٹن دبا دیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پستول میں سے سفید رنگ کی تیز ایٹمی شعاعیں نکل کر پتھروں پر پڑیں مگر اُن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ سپوک نے کئی بار پستول سے شعاعیں پھینکیں لیکن دیوار کے پتھر اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلے۔

وہ ناامید ہو کر بیٹھ گیا اور کسی دوسری ترکیب پر غور کرنے لگا۔ اتنے میں اُسے ایک سرگوشی کی آواز سنائی دی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی عورت اُس کے کان کے قریب آ کر سرگوشی میں بول رہی ہے۔

"مسٹر سپاک! مسٹر سپاک!"

اُس نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں سوائے ڈاکٹر میکائے کے اور کوئی نہیں تھا اور میکائے گہری نیند سو رہا تھا۔ اتنے میں عورت کی سرگوشی پھر سنائی دی۔ اس سرگوشی میں ہمدردی اور شفقت تھی۔ آواز اُس کا نام لیکر پکار رہی تھی۔ سپوک نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

آواز نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی۔

"میں ایک بھٹکی ہوئی آواز ہوں۔ ایک کھوئی ہوئی روح ہوں۔ جو لاکھوں برس سے اس سیارے میں قید ہے۔"

"کیا تم کسی دوسرے سیارے سے آئی ہو؟"

"شش! آہستہ بولو۔ میں بڑی مشکل سے تم لوگوں کے پاس پہنچی ہوں۔ اگر یہاں کے حاکم کو معلوم ہو گیا کہ میں یہاں موجود ہوں تو وہ میرے ساتھ تم دونوں کو بھی ہلاک کر دے گا۔"

"کیا تم ہماری مدد کرنے آئی ہو؟"

"ہاں — لیکن یہ بڑا کٹھن کام ہے۔ بڑا مشکل کام ہے۔ میں بے بس ہوں۔ مجبور ہوں۔ کاش! میں تم لوگوں کے کوئی کام آ سکتی۔ پھر بھی میں کوشش کروں گی۔ کم از کم میں کوشش ضرور کرنا چاہتی ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال کر تمہارے جہاز تک پہنچا سکوں۔"

"کیا ہمارا جہاز محفوظ ہے؟"

"ہاں۔ بالکل محفوظ ہے۔ اُسے تباہ کرنے کی بہت کوشش کی گئی مگر ہر کوشش ناکام ثابت ہوئی۔"

ایکدم آواز خاموش ہو گئی۔ ڈاکٹر میکائے کی آنکھ کھل گئی۔ اُس نے پوچھا۔

"مسٹر سپوک! تم یہ کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

"جس سے میں باتیں کر رہا ہوں اسے نہ تم دیکھ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکتے ہو نہ میں دیکھ سکتا ہوں۔ بہتر یہی ہے
کہ تم ہماری باتیں خاموشی سے سنو!"
اس کے بعد مسٹر سپوک نے اُس عورت کی غیبی آواز سے پوچھا۔
"کیا تم ہمیں ہمارے کپتان کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہو؟"
"ہاں — تمہارا کپتان اسی سیارے کے شمال میں ایک زمین دوز تہہ خانے میں قید ہے۔"
"کیا تم ہمیں کپتان کے پاس پہنچا سکتی ہو؟"
اس سوال پر عورت کی آواز خاموش ہو گئی۔ پھر انتہائی رازدارانہ سرگوشی میں اُس نے کہا۔
"میں کل آؤں گی۔"
عورت کی آواز غائب ہو گئی۔ ڈاکٹر میکائے اور سپوک آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اس عورت سے کیونکر امداد حاصل کی جائے۔ ڈاکٹر میکائے کا خیال تھا کہ اگر یہ عورت اپنے آپ کو مجبور اور بے بس کہہ رہی ہے تو وہ ہماری مدد کیسے کر سکتی ہے؟ لیکن سائنس دان کی رائے تھی کہ اس عورت کے پاس اتنی طاقت موجود ہے جس کی مدد سے وہ ہمیں یہاں سے نکال کر کپتان تک پہنچا سکتی ہے۔ وہ صرف ابھی یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ اُسے یہ طاقت استعمال کرنی چاہیئے یا نہیں۔ کیونکہ اس میں اُسے ایک بہت بڑا خطرہ مول لینا پڑ رہا ہے۔ بہرحال اُن کے لئے اب کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ اگلے روز تک اُس غیبی آواز کا انتظار کریں۔

دوسرے روز انہیں بھوک بھی لگی تھی اور پیاس بھی۔ مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ اُس سیارے کا حاکم تو انہیں اُس کوٹھڑی میں بھوکا اور پیاسا مارنا چاہتا تھا۔ انہیں اُس عورت کی آواز کا انتظار تھا اور اسی امید پر وہ وہاں بیٹھے تھے۔ جب وہ تھک کر ناامید ہو گئے تو اچانک اُسی سرگوشی کی آواز پھر سُنائی دی۔
"سنو! میں آ گئی ہوں۔"
مسٹر سپوک نے بے تابی سے کہا۔
"ہم تمہارا انتظار ہی کر رہے تھے۔ کیا تم ہمیں ہمارے کپتان کے پاس لے جاؤ گی؟ ہم تمہارے بے حد شکر گزار ہوں گے۔"
آواز نے گہرا ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی۔
"شائد میں اسی لئے تمہارے پاس آئی ہوں۔ تم ایک مہذب زمین کے باشندے ہو۔ تم ایک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوسرے سے پیار محبت کرتے ہو۔ مصیبت میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ مجھے یہ بات پسند ہے۔ اسی لئے میں تم لوگوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی اور اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے آئی ہوں۔"

دونوں خلا باز اُس نیک دل عورت کی ان باتوں سے بڑے خوش ہوئے۔ انہیں ہرگز یقین نہیں تھا کہ اس دشمن سیارے پر بھی انہیں ایسی ہمدرد شخصیت مل جائے گی

سپوک نے کہا

"اے نیک دل خاتون! ہم تیار ہیں۔ لیکن اگر تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا تو ہمیں بہت افسوس ہوگا۔"

نیک دل عورت بولی۔

"تم میرا فکر مت کرو۔ میری تو ساری زندگی ایسے ہی گزر گئی ہے۔ اگر میں تم لوگوں کی مدد کرتے ہوئے ہلاک بھی کر دی گئی تو سمجھوں گی میری زندگی کسی کے کام آ گئی۔ اب تم لوگ اٹھ کر کوٹھڑی کی جنوبی دیوار کے پاس آ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپوک نے ایسا ہی کیا۔ جنوبی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہوئے ابھی انہیں ایک منٹ ہی گزرا تھا کہ اچانک اُن کے پیچھے دیوار ہلنے لگی۔ پھر وہ آہستہ سے ایک طرف کو کھسک گئی۔

"ذرا اس کے اندر چلے جاؤ۔" عورت کی آواز آئی۔

دونوں خلا باز اُس آواز کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے دیوار کے اندر داخل ہو گئے۔ یہاں سیڑھیاں تھیں جو نیچے اترتی چلی گئی تھیں۔

"فکر نہ کرو۔ میرے ساتھ ساتھ سیڑھیاں اترتے چلو۔ میں تمہارے آگے آگے چل رہی ہوں۔"

ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپوک سیڑھیاں اترتے گئے۔ یہ سیڑھیاں آگے جا کر ایک تنگ سی راہداری میں چلی گئی تھیں۔ یہ راہداری نیم روشن تھی۔ اس میں سیارے کی وہی مخصوص نیلی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ راہداری ختم ہوئی تو ایک جگہ شیشے کا بنا ہوا ایک گول سلنڈر رکھا ہوا تھا۔

"اس کے اندر داخل ہو جاؤ۔"

دونوں خلا باز کوئی سوال کئے بغیر اُس سلنڈر میں داخل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہو گئے۔ سلنڈر کا دروازہ بند کرتے ہوئے ہلکا سا شور سنائی دیا اور شیشے کا سلنڈر انتہائی برق رفتاری سے غار میں آگے کو روانہ ہو گیا۔ سپوک نے محسوس کیا کہ سلنڈر کسی ریلوے پٹڑی پر نہیں چل رہا تھا۔ بلکہ وہ زمین سے بارہ تیرہ انچ کی بلندی پر آگے کو اڑتا چلا جا رہا تھا۔

غار بہت طویل تھا۔ راستے میں جو موڑ آتے سلنڈر بغیر کسی ڈرائیور کی مدد کے خود بخود ہی موڑ گھوم جاتا۔ کوئی دو گھنٹے کی مسافت کے بعد سلنڈر ایک گول سے کمرے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے اوپر کو اُٹھنا شروع کر دیا۔ اُس کے اوپر اُٹھتے ہی غار کی چھت میں سے بڑا سا سوراخ پیدا ہو گیا اور سلنڈر دیکھتے دیکھتے اُس سوراخ سے پار نکل آیا۔

باہر سیارے کی بھوری رنگ کی سرزمین پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن یہاں ٹیلوں کی بجائے سیاہ رنگ کی چمکدار عمودی چٹانیں کھڑی تھیں۔ ڈاکٹر میکائے اور سپوک یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک چٹان کے پیچھے سے کپتان ٹریگر نمودار ہوا۔ وہ لپک کر اُس کے پاس گئے۔

"کیپٹن۔ تم خیریت سے ہو ناں؟"

"ہاں۔ مگر تم لوگ یہاں کیسے آ گئے؟"

"ایک عورت کی آواز نے ہماری رہنمائی کی ہے۔" کپتان نے مسکرا کر کہا۔

"اُسی عورت نے مجھے ایک گہرے غار سے نکال کر یہاں پہنچایا ہے۔"

ڈاکٹر میکائے نے فوراً وائرلیس اون کیا تو ٹک ٹک کی آواز آ رہی تھی۔ وہ خوشی سے چلایا۔

"سیٹ کام کر رہا ہے۔"

کپتان ٹریگر نے فوراً جہاز سٹار ٹریک سے رابطہ قائم کیا ہے۔

"ہیلو سٹار ٹریک ہیلو۔"

ساتھ ہی جہاز میں سے پیٹی آفیسر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہیلو کیپٹن! کیا تم خیریت سے ہو؟ خدا کا شکر ہے۔ ہم لوگ تم سب کے بارے میں بے حد پریشان تھے۔ کیا ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپوک بھی تمہارے ساتھ ہیں؟"

"ہاں۔ ہم سب خیریت سے ہیں۔ کیا جہاز درست حالت میں ہے؟"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"ہاں — ہم پر کسی نامعلوم طاقت نے کئی بار حملہ کیا مگر اُن کی تابکاری کی شعاعیں ہمارے جہاز کے اندر داخل نہیں ہو سکیں۔"

"خدا کا شکر ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔"

جہاز کے پیٹی آفیسر نے کپتان کی ٹیم کو جہاز کی صحیح سمت سے آگاہ کیا اور انہوں نے جہاز کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ ایک طرف سے سرخ بادلوں کا طوفان سا اُٹھا۔ ساتھ ہی اُسی نیک دل عورت کی آواز سنائی دی۔

"جلدی بھاگو۔ سرزمین کے لوگ تمہیں قتل کرنے آ رہے ہیں۔"

اِس آواز کے سنتے ہی تینوں خلا بازوں نے جہاز کی سمت بھاگنا شروع کر دیا۔ انہیں اپنا جہاز دُور پہاڑی ٹیلوں کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ دوسری طرف سے سُرخ بادلوں کا طوفان بھی اُن کے قریب پہنچ رہا تھا۔ کپتان نے جہاز میں بات کی۔

"ہمیں ایٹمی شعاعوں کی حفاظت دو۔ ہمارے پیچھے فائر کرو۔"

اچانک جہاز میں سے ایٹمی شعاعوں کے سفید تیر نکل کر اُن کے عقب میں سُرخ بادلوں میں گم ہو گئے۔ بادلوں میں دھماکے سے ہوئے اور طوفان ایک سیکنڈ کے لئے تھم گیا۔ کپتان اور اُس کے ساتھی برابر جہاز کی طرف بھاگ رہے تھے۔ اب طوفان کا رنگ نیلا ہو گیا تھا اور وہ بڑی تیزی سے اُن کو نگلنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن اب وہ بھی اپنے جہاز کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جہاز کا چیمبر کھل گیا اور تینوں خلا باز جلدی سے جہاز کے اندر داخل ہو گئے۔ نیلے بادلوں نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اُس کے اندر بھونچال سا آ گیا۔

جہاز ایک زبردست دھماکے کے ساتھ اوپر اٹھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سیارے کی زمین سے بہت بلند ہو کر آسمان کی وسعتوں میں پہنچ گیا۔

---

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

باب ۲

خلا میں جنگ

غیبی مخلوق کا سیارہ بہت پیچھے رہ گیا۔

اس سیارے کا تجربہ عجیب و غریب تھا۔ کپتان ٹریگر نے اس کی ذرا ذرا سی تفصیل زمینی کنٹرول کو پہنچا دی۔ زمین والے بھی حیران ہوئے۔ بہرحال سائنس دانوں نے اسے اپنے ریکارڈ میں درج کر لیا۔ اور کپتان ٹریگر کو ہدایت کی کہ جب تک اُسے کسی سیارے کے بارے میں پورا یقین نہ ہو جائے کہ وہاں کی فضا بھی زمین کی فضا کے مطابق ہے وہاں اُترنے کی کوشش نہ کرے۔ جہاز کا سائنس دان سپوک سیارے سے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھا کر لے آیا تھا۔ کپتان اُس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ اُس پتھر کے ٹکڑے کا معائنہ کر رہا تھا۔

"کیا کوئی خاص بات معلوم ہوئی مسٹر سپوک؟"

سائنس دان نے کپتان کی طرف دیکھا۔ پتھر کے ٹکڑے کو شیشے کے بکس میں رکھا اور کان کھجا کر بولا۔

"پتھر کے اس ٹکڑے سے مجھے ایک حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہے۔"

"وہ کیا؟" کپتان نے اشتیاق سے پوچھا۔

"وہ یہ کہ اس کے اندر آکسیجن ٹھوس حالت میں موجود ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں کیپٹن! اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آج سے لاکھوں برس پہلے اس سیارے پر بہت مقدار میں آکسیجن موجود تھی اور انسانی آبادی، جانور، درخت اور پرندے بستے تھے۔"

"اس کا مطلب ہوا کہ یہ سیارہ ترقی کی ساری منزلیں طے کر کے اب تباہ ہونے کے قریب ہے۔"

"ہاں — وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اپنے نظام شمسی کے کسی سورج کی طرف بھاگتا چلا جا رہا ہے۔"

"بہرحال یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم وہاں سے نکل آئے۔"

"اس کے لئے ہمیں اُس عورت کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جو اپنے آپ کو بھٹکی ہوئی آواز کہتی تھی۔"

"یقیناً —"

خلائی جہاز ایک بار پھر اپنی منزل کی طرف رواں تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چھ مہینے گزر گئے۔ اس دوران میں کوئی خوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ اب جہاز سٹار ٹریک ایک عجیب و غریب نظام شمسی میں داخل ہو چکا تھا۔ جہاز کے بائیں جانب کوئی دس کروڑ میل کے فاصلے پر ایک سفید رنگ کا بے حد روشن سورج چمک رہا تھا جو بالکل اُن کی زمین کی طرح کا تھا۔ ڈاکٹر میکائے نے کپتان سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اپنی زمین ہی کی طرح کے کسی نظام شمسی میں داخل ہو گئے ہیں۔"

کپتان دوربین سے باہر ستاروں کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

"تمہارا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے مسٹر میکائے۔ تمہارا کیا خیال ہے سپوک؟"

سائنس دان بھی ایک دوربین سے ستاروں کو دیکھ رہا تھا۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ایک سورج کو دیکھ کر تو یہی اندازہ ہوتا ہے۔"

"تو کیا یہاں ہمیں کسی ایسی زمین کے ملنے کا امکان ہے جس پر ہماری طرح کے لوگ آباد ہوں؟"

سائنس دان سپوک خاموش رہا۔ اُس نے کیپٹن کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیپٹن نے جب اپنا سوال دہرایا۔ تو سپوک کی جگہ ڈاکٹر میکائے بولا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ان میں سامنے بکھرے ہوئے سیاروں میں ضرور کوئی سیارہ ہماری زمین کی قسم کا موجود ہے۔"

اس پر مسٹر سپوک سے خاموش نہ رہا گیا۔ ڈاکٹر میکائے کے احمقانہ سوالات اکثر اُسے پریشان کرتے تھے۔ اُس نے کندھے ہلا کر کہا۔

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ڈاکٹر۔ اگر اس خلا میں کوئی ایسی زمین موجود ہے جہاں ہمارے ایسے لوگ آباد ہیں تو وہ یقیناً ہم سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہوں گے اور اب تک انہیں وائرلیس پر ہم سے ضرور رابطہ پیدا کر لینا چاہیئے تھا۔"

مسٹر سپوک کے منہ سے ابھی یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ جہاز میں گویا بھونچال سا آ گیا۔ کئی لوگ اپنی کرسیوں پر سے گر پڑے۔ کپتان اگر ایک ڈیسک کا سہارا نہ لیتا تو وہ بھی فرش پر گر پڑتا۔

"یہ کیا ہو سکتا ہے مسٹر سپوک؟"

"میرا خیال ہے ایٹمی تابکاری کے حلقے سے گزر رہے ہیں۔"

"جہاز کی رفتار تیز کر دو۔" کپتان نے اعلان کیا۔ اُس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے حکم کے مطابق جہاز کی رفتار زیادہ تیز کر دی گئی۔ اُس کا رُخ بھی ایک طرف کو تھوڑا سا موڑ دیا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد جہاز ایک بار پھر بڑے زور سے ڈگمگایا اور اس دفعہ یوں محسوس ہوا جیسے جہاز کی بیرونی سطح پر نیچے سے کوئی گولا آ کر لگا ہو۔ کپتان نے فوراً ٹیلی سکوپ پر دیکھا۔

اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اُس کے خلائی جہاز کے بالکل نیچے کافی فاصلے پر ایک عجیب و غریب خلائی جہاز اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس نے ڈاکٹر میکائے اور سپاک کو بھی اس عجیب قسم کے جہاز کو دکھایا۔ سپاک نے بھنویں اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ انہی سیاروں میں سے کسی سیارے کا خلائی جہاز ہے۔"

"اُس نے ہم پر حملہ کر دیا ہے" ڈاکٹر میکائے نے کہا۔ "ہمیں اس حملے کا جواب دینا چاہیئے"

"میرا خیال ہے کیپٹن ہمیں اس جہاز سے رابطہ پیدا کر کے بات چیت کرنی چاہیئے"

ڈاکٹر میکائے نے چلا کر کہا۔

"اس کی اب کیا ضرورت ہے؟"

سپاک بولا۔

"ہو سکتا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ ہم دشمن ہیں اور اس کی زمین پر حملہ کرنے آئے ہیں"

تمہارا خیال ٹھیک ہے مسٹر سپاک۔ مگر اُن کی فریکوئنسی کیا ہے؟"

"ابھی معلوم کرتا ہوں"

اب کپتان نے اس خلائی جہاز سے وائرلیس پر گفتگو کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اُسے تو جہاز کی فریکوئنسی معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن جہاز کے لاؤڈ سپیکر پر دشمن جہاز کے کپتان کی آواز گونجی۔

"ہوشیار! جہاز سٹار ٹریک! ہوشیار"

جہاز کے عملے نے حیرانی سے سپیکر کی طرف دیکھا۔ دشمن خلائی جہاز کے کپتان کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"میں خلائی جہاز 'نیرا' کا کپتان بول رہا ہوں۔ میں تم لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ آدھ گھنٹے کے اندر اندر ہتھیار ڈال کر اپنا جہاز ہمارے حوالے کر دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم تمہارا جہاز ایک سیکنڈ میں تباہ کر دیں گے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم لوگ سائنس میں تم سے بہت آگے ہیں۔ آدھ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گھنٹہ تمہیں سوچنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ میں پھر آؤں گا۔"

اس آواز کے ہوتے ہی جہاز میں سناٹا سا چھا گیا۔ سوائے کپتان اور سائنس دان سپاک کے ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ یہ آواز ایک خالص انسانی آواز تھی۔ لیکن اپنے تجربے سے کپتان کو معلوم ہو چکا تھا کہ ان ستاروں کی مخلوق میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ انسانوں کی آواز کا روپ دھار کر بات کر سکیں۔

اُس نے تشویش کے انداز میں سپاک کی طرف دیکھا۔

"اب کیا خیال ہے مسٹر سپاک؟"

سپاک نے کوئی جواب نہ دیا اور ریڈار کی سکرین پر بڑے غور سے دشمن خلائی جہاز کو دیکھتا رہا۔ اس جہاز کی شکل کیکڑے سے ملتی جلتی تھی اور وہ لمبائی چوڑائی میں اُن کے جہاز سٹار ٹریک سے چھوٹا تھا۔ کپتان نے کرسی پر بیٹھ کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں کسی حالت میں بھی ہتھیار نہیں ڈالنے چاہئیں۔"

"میں آپ کے خیال سے متفق ہوں کپتان"

اس پر ڈاکٹر میکائے نے ذرا بے چینی کے انداز میں کہا۔

"اور اگر ان کے پاس ہم سے زیادہ مہلک ہتھیار ہوئے تو کیا ہوگا؟ آپ لوگوں نے اس بات پر بھی غور کیا؟"

سپاک نے کیپٹن کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن ٹریگر! میں نے جہاز کی شکل وصورت کو بھی بڑے غور سے دیکھا ہے اور اُس کی آواز کی لہروں کا بھی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ جہاز ایک ایسی مخلوق کا ہے جو ہم سے سائنس میں آگے ضرور ہے مگر اُن کے پاس ایٹمی جوہر نہیں ہے۔ انہوں نے لیزر قسم کی شعاعیں ضرور دریافت کر لی ہیں جو ہمارے جہاز کو جھنجھوڑ ضرور سکتی ہیں لیکن اسے تباہ نہیں کر سکتیں۔"

"تو کیا ہمیں حملہ کر دینا ہوگا؟" ڈاکٹر میکائے نے پوچھا۔

"اگر ہم نے حملہ نہ کیا ڈاکٹر تو وہ لوگ ہم پر حملہ کر دیں گے اور ممکن ہے جہاز کے اُلٹ پلٹ ہونے سے ہماری مشینری کو ایسا نقصان پہنچ جائے کہ ہم اس کی مرمت نہ کر سکیں اور خلاؤں میں بھٹکتے رہ جائیں۔"

کپتان نے پوچھا۔

تمہاری سائنسی رائے کیا ہے مسٹر سپاک؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"میری رائے یہی ہے کہ اس سے پہلے کہ دشمن حملہ کرکے ہمارے جہاز کو جھنجھوڑ کر رکھ دے ہمیں آگے بڑھ کر حملہ کر دینا چاہیئے۔"

"اوکے"

سائنس مان سپوک سے مشورہ کرنے کے بعد کپتان نے دشمن کے خلائی جہاز پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سٹار ٹریک کو ایک خاص زاویے پر لایا گیا۔ طاقتور ایٹمی گن کا رُخ دشمن کے جہاز کی دم کی طرف کر دیا گیا۔ گن مین حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کپتان نے ماڈار سکرین پر دشمن کی پوزیشن کو دیکھا اور فائر کا آرڈر دے دیا۔

"فائر"

سٹار ٹریک کی بڑی ایٹمی گن سے ایک تباہ کن سفید شعلہ نکلا اور ایک لمبی لکیر کی شکل میں دشمن کے جہاز کی دم سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی دشمن کے جہاز کی گن سے بھی ایک شعلہ نکلا جو سٹار ٹریک کے پہلو سے آکر ٹکرایا۔ جہاز کو خوفناک دھکے لگے اور کئی مشینیں دیواروں سے الگ ہو کر گر پڑیں۔ اب دونوں خلائی جہازوں میں زبردست مقابلہ شروع ہو گیا۔ کیپٹن ٹریگر نے زمینی کنٹرول کو اس جنگ سے آگاہ کر دیا۔ زمینی کنٹرول نے دشمن کا بھرپور مقابلہ کرنے اور اسے ہر قیمت پر تباہ کرنے کی ہدایات دے دیں۔

مخالف جہاز کے ارد گرد بھی کوئی ایسی دھات لگی تھی جس پر ایٹمی شعاعوں کا بہت کم اثر ہوتا تھا۔ سٹار ٹریک کو بھی سوائے زلزلوں کے اور کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ کپتان اور مسٹر سپوک کو یقین تھا کہ مخالف جہاز بھی اسی قسم کے زلزلوں کی زد میں ہوگا۔ لیکن اس کا نتیجہ سوائے بتدریج تباہی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا تھا۔ کپتان نے ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپوک سے صلاح مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ لیزر کی بڑی گن کو آزمایا جائے۔

"پیلو! لیزر گن ریڈی۔ اینگل ۳۵۰ ڈگری..."

کپتان کے ہونٹوں سے فائر کا آرڈر ملتے ہی سٹار ٹریک کی لیزر گن سے ایک سفید رنگ کی باریک لکیر نکلی جو مخالف جہاز کے وسطی حصے میں جا کر پیوست ہو گئی۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور دشمن کے جہاز کے دو ٹکڑے ہو کر خلا میں جلنے اور بڑی تیزی سے گھومنے لگے۔ سٹار ٹریک کے عملے میں دشمن کی تباہی اور شکست پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کپتان نے اس فتح کی خبر زمینی کنٹرول کو دی اور اپنے جہاز کو تباہ شدہ خلائی جہاز کے بڑی تیزی سے گردش کرتے ہوئے ٹکڑوں سے نکال کر آگے لے گیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

باب ۲

ہم کہاں آ گئے؟

خلائی جہاز ایک بار پھر اپنے لمبے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دشمن کے جہاز کو تباہ کئے دوسرا مہینہ جا رہا تھا۔ وہ مختلف ستاروں کی دنیاؤں سے گزر رہے تھے۔ سورج ابھی تک اُن کی جانب چمک رہا تھا۔ یہ اس حقیقت کا واضح ثبوت تھا کہ وہ ایک زندہ اور جیتے جاگتے نظام شمسی میں سے گزر رہے تھے اور اگر وہ کسی ایسے سیارے تک پہنچ جائیں جس کا فاصلہ سورج سے زیادہ سے زیادہ تو دس کروڑ میل ہو تو وہاں دریا، پہاڑ، جانور اور انسان ضرور بستے ہوں گے۔ کپتان ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپاک ہر وقت ستاروں کے نشانوں اور مختلف نقشوں کی جانچ پڑتال میں لگے رہتے۔ ان کے کان کسی بھی سیارے کی سمت سے آنے والی ریڈیائی لہروں اور تابکاری شعاعوں کی آواز پر لگے رہتے۔

تیسرے مہینے کے پہلے ہفتے ایک دن اچانک جہاز کی شمسی بیٹریوں کے نظام میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی۔ جہاز کی رفتار کم ہو گئی۔ اور ریڈار کی سکرین پر سوئی کی روشنی پھیکی پڑنے لگی۔ کپتان نے فوراً پریشر سوٹ پہنا اور باہر خلا میں نکلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس نے اپنے ساتھ ایک تھیلا بھی رکھ لیا جس میں مختلف قسم کے اوزار تھے۔ کپتان جہاز کی سب سے اوپر والی منزل میں آ کر چھت کے ساتھ لگی ہوئی سٹیل کی کھڑکی کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کنٹرول روم سے بٹن دبانے پر کھڑکی کا پٹ ایک طرف ہٹ گیا اور کپتان آہستہ سے جہاز سے باہر نکل کر خلا میں آ گیا۔

آیئے بچو! آپ کو پہلے یہ بتا دیں کہ خلا کیا ہوتی ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا ہمارا آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ ہماری زمین بھی ایک سیارہ ہے جو نہ صرف اپنے ارد گرد گھومتی ہے بلکہ سورج کے گرد بھی گھومتی ہے۔ زمین کے ارد گرد کئی میل تک فضا پھیلی ہوئی ہے جس کو زمین کی کشش نے اپنی گرفت میں قابو کر رکھا ہے۔ اس فضا کے ہوا بند ڈبے کے اندر ہم بڑی آسانی سے زمین پر چلتے پھرتے اور سانس لیتے ہیں۔ زمین سے سو ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر اوپر کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جانب خلا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر زمین کی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ زمین پر اگر ہم کوئی شے ہاتھ سے چھوڑیں تو وہ زمین پر آجاتی ہے لیکن زمین سے سوا سو میل اوپر جاکر ہم اگر پانی کا ایک قطرہ بھی زمین کی طرف پھینکیں تو وہ گرنے کی بجائے وہیں خلا میں رُک جائے گا۔

چنانچہ جب کپتان ٹریگر خلائی جہاز سے باہر نکلا تو وہ خلا میں معلق ہو گیا۔ پھر بھی اُس کو شیشے کے ریشوں سے بنی ہوئی ایک مضبوط رسّی سے باندھ دیا گیا تھا۔ کیونکہ خلا میں جو بھی شے موجود ہو اگر وہ خود گردش نہیں کر رہی تو خلا اُسے بہت معمولی دھچکوں سے کھینچ کر ایک طرف ضرور لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ کپتان ٹریگر کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ شمسی بیٹریوں کی مرمت کرتے کرتے چاندی کا ایک چھوٹا سا پیچ کس اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اُس نے پکڑنے کے لیے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ آہستہ آہستہ اُس سے دُور ہٹتا چلا گیا اور پھر دُور خلا کی جانب اُس نے اپنا کبھی نہ ختم ہونے والا سفر شروع کر دیا۔

کپتان تو ایک گھنٹے تک بیٹریوں کی مرمت میں لگا رہا اس کے بعد اُس نے وائرلیس پر اندر آنے کی اطلاع دی چیمبر کا دروازہ بند تھا۔ کپتان کے حکم کے مطابق چیمبر کا دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ کپتان اُس کے بالکل اوپر کھڑا تھا اور اُس کے ساتھ بندھی ہوئی رسّی سٹیل کے دروازے پر گری ہوئی تھی۔ فولادی دروازہ کھل کر جب اپنی دیوار کے ساتھ لگا تو اُس کے بیچ میں آکر فولادی رسّی کٹ گئی۔ کپتان کو رسّی کے کٹنے کی خبر اُس وقت ہوئی جب اُسے ایک ہلکا سا دھکا لگا اور وہ آہستہ آہستہ اپنے جہاز سے پرے ہٹنا شروع ہو گیا۔

"ہیلو سپاک! میرا خیال ہے میری رسّی کٹ گئی ہے۔ ہیلو سٹار ٹریک!—

"ہیلو کیپٹن! ہم تمہاری مدد کو آ رہے ہیں"

اس دوران میں ڈاکٹر میکائے اور سپوک نے کھڑکی کے موٹے شیشے میں سے دیکھا کہ خلائی لباس میں ملبوس کپتان آہستہ آہستہ جہاز سے دُور ہو رہا تھا۔ وہ پریشان ہو گئے۔ اس لئے کہ یہ بڑی فکر انگیز بات تھی اور اگر وہ اس کی امداد کو فوری طور پر باہر نہ نکلتے تو کپتان کا اُن کی پہنچ سے باہر نکل جانا یقینی تھا۔

سپوک نے فوراً خلائی لباس پہنا۔ ایک رسّہ اور آکسیجن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گن اپنے ساتھ رکھی اور جہاز کے چیمبر سے نکل کر خلا میں آ گیا۔ اُس نے باہر نکلتے ہی اپنے اور کپتان کے درمیانی فاصلے کا اندازہ کیا اور آکسیجن گن کو تھوڑا سا دبایا۔ گن میں سے ایک شعلہ سا نکلا اور سپاک کپتان کی طرف ذرا آگے کو ہو گیا۔ دو تین بار گن کو دبانے سے سپاک اُس مقام پر پہنچ گیا جہاں سے کپتان کی طرف آسانی سے رسّہ پھینکا جا سکتا تھا۔ مگر مشکل یہ تھی کہ اس دوران میں کپتان بھی خلا میں کچھ ڈگری پر آگے کو کھسک گیا تھا۔

سپاک نے رسّہ اُچھال کر کیپٹن ٹریگر کی طرف پھینک دیا۔ یہ رسّہ کچھ دُور خلا میں جا کر وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ کیپٹن ٹریگر کی یہ کوشش تھی کہ وہ رسّے کے پاس پہنچے۔ غلطی سے وہ اپنی پریشر گن ساتھ لانا بھول گیا تھا۔ اُس نے کئی بار رسّے کی سمت آنے کی کوشش کی مگر ہر بار ناکام رہا۔ بلکہ اس کی بجائے وہ مخالف سمت کو بڑھتا چلا گیا اب اُس کا خلائی جہاز اُس سے پچاس ساٹھ قدم کے فاصلے پر جا چکا تھا اور یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ دوسری طرف مسٹر سپاک نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ وہ ایک پل کے لئے بھی نہیں گھبرایا تھا۔ اُس نے رسّے کو ایک بار پھر سمیٹا اور اپنی پریشر گن کی مدد سے کیپٹن ٹریگر کی طرف اُس موزوں مقام پر آنے کی کوشش شروع کر دی جہاں سے وہ کم سے کم فاصلے پر رسّہ پھینک سکتا تھا۔ اُسے یہ خیال بھی تھا کہ اُس کی اپنی رسّی ختم نہ ہو جائے۔

سائنس دان چونکہ تجربہ کار تھا اس لئے وہ اس مقام پر پہنچ گیا جہاں سے کپتان ٹریگر کا فاصلہ کم سے کم تھا۔ اُس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر رسّی کو کپتان کی طرف اُچھال دیا۔ یہ کوشش کامیاب ثابت ہوئی اور رسّی کا سرا سیدھا کپتان کے ہاتھ میں چلا گیا۔ جہاز کے عملے نے جب دیکھا کہ رسّی کو کپتان نے مضبوطی سے اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیا ہے تو انہوں نے دونوں کو جہاز کی طرف آہستہ آہستہ کھینچنا شروع کر دیا۔ پچاس ساٹھ قدم کا فاصلہ انہوں نے کوئی آدھ گھنٹے میں طے کیا۔

جہاز کے اندر آ کر کپتان ٹریگر نے مسکرا کر سائنس دان سپاک کی طرف دیکھا۔

"شکریہ مسٹر سپاک! اگر تم وقت پر باہر نہ نکلتے تو شاید میں کل تک سورج کی فضاؤں میں پہنچ کر بھسم ہو چکا ہوتا۔"

"اس میں شکریئے کی ضرورت نہیں کیپٹن! یہ تو میرا فرض تھا۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ڈاکٹر میکائے جو سپاک کی حقیقت پسندی سے ہمیشہ تنگ آ جاتا تھا بولا۔

"فرض تو میرا بھی تھا مسٹر سپاک! لیکن خوشی ہمیں اس بات کی ہے کہ تم سب سے پہلے پریشر سوٹ پہن کر باہر نکلے۔"

اس کا جواب بھی سائنس دان نے اپنی روایتی حقیقت پسندی سے دیا۔

"یہ پہل تمہیں بھی کرنی چاہیئے تھی مسٹر میکائے۔"

ڈاکٹر میکائے اور کیپٹن ٹریگر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ وہ اپنے ماہر، تجربہ کار اور مخلص سائنسدان کی طبیعت کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ وہ ٹھنڈے مزاج کا مشینی آدمی ضرور تھا مگر اپنے جہاز کے عملے سے بے حد مخلص اور سچا تھا۔ وہ جہاز اور اپنے ساتھیوں کے لیے اپنی جان بھی بڑی آسانی سے قربان کر سکتا تھا۔

شام کو کپتان ٹریگر، ڈاکٹر میکائے اور سائنس دان سپاک ایک میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ جہاز کا پیٹی آفیسر گھبرایا ہوا اندر آیا اور بولا۔

"سر! کسی سیارے کی طرف سے ابھی ابھی ایک سگنل موصول ہوا ہے۔"

"اسکی فریکوئنسی نوٹ کر لی کیا؟"

"جی ہاں"

"اس کی رینج کتنی ہے؟"

"دو سے چار لاکھ میل جناب۔"

کپتان ٹریگر اور سائنس دان سپاک نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کھانا وہیں چھوڑ دیا۔ رومال سے ہاتھ صاف کیئے اور پیٹی آفیسر کے ساتھ کنٹرول چینل میں آ گئے۔ کنٹرول کا ریڈار بار بار ہلکی سی آواز میں سگنل دے رہا تھا۔ وہ کچھ دیر یہ سگنل بڑے غور سے سنتے رہے۔ پھر کپتان نے ٹھیک اسی فریکوئنسی پر جوابی سگنل دیا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ دوسری جانب سے ان کے سگنل کا جواب آتا۔ لیکن جواب کی بجائے وہی پرانا سگنل بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ سائنس دان سپاک نے کمپیوٹر کے ذریعے اس سگنل کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا۔ کپتان بھی اس کے ساتھ ہی کمپیوٹر پر جھکا کھڑا تھا۔

"یہ سگنل اپنے آپ نہیں آ سکتا۔ کوئی نہ کوئی اس کا بھیجنے والا ضرور ہونا چاہیئے۔"

ڈاکٹر میکائے نے بھی کپتان کے اس خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"میرا خیال ہے کہ کسی نہ کسی سیارے پر کسی
کوئی سائنس دان یہ سگنل ہماری طرف بھیج رہا ہے۔"
مسٹر سپاک نے اپنی ترچھی بھنوؤں والی آنکھیں اٹھا کر
ڈاکٹر میکائے کی طرف دیکھا اور کہا۔
"بہتر یہ ہے ڈاکٹر میکائے کہ کچھ دیر کے لیے تم
اپنے خیالوں کی مشین بند رکھو اور مجھے میرا کام
کر لینے دو۔"
ڈاکٹر میکائے نے مسکراتے ہوئے سر جھکایا۔
او کے سر!"
کپتان اور سپاک کی نظریں ریڈار کی سوئی پر اور کان
سگنل کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ کوئی پانچ منٹ کے بعد
سگنل پھر سنائی دیئے۔ سپاک نے سگنل بند ہونے کے
بعد کمپیوٹر پر اُن کی لہروں کا بار بار مطالعہ کیا۔ پھر اُس نے
رپورٹ لکھتے ہوئے کہا۔
"یہ سگنل کوئی انسان نہیں بھیج رہا۔"
سپاک کی اس تحقیق اور فیصلے نے سب کو حیران کر دیا
کیونکہ اُن سبھوں کا یہی خیال تھا کہ سگنل کسی زندہ ہستی
کی طرف سے بھیجے جا رہے ہیں۔ لیکن ادھیڑ عمر تجربہ کار
سائنس دان نے اِس کے بالکل ہی اُلٹ فیصلہ دیا تھا۔

کپتان نے حیران ہوتے ہوئے
پوچھا۔
"تو پھر یہ سگنل کون روانہ کر رہا ہے؟"
"کیپٹن میری رپورٹ کے مطابق یہ سگنل ہمارے
خلائی جہاز کے ایک خاص کرۂ ارض سے ٹکرانے
سے پیدا ہو رہے ہیں۔"
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ یہ سگنل خود بخود آ رہے ہیں۔ اس
وقت جہاں ہمارا جہاز سفر کر رہا ہے۔ یہاں سے
چار لاکھ میل کے فاصلے پر ہمارے جہاز کی سمت
میں ایک ایسا سیارہ گردش کر رہا ہے جس کا
سائز ہماری زمین کے برابر ہے۔ جس کا اپنے
سورج سے فاصلہ ہماری زمین کے سورج سے
فاصلے کے برابر ہے۔ اس سیارے پر ہوا کا دباؤ
اور کشش ثقل بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ ہماری
زمین پر ہے۔"
کپتان نے مسرت بھرے انداز میں ڈاکٹر میکائے کو دیکھا۔
"مسٹر سپاک! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آخر
ایک ایسے سیارے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہیں جہاں ہمارے ایسے انسان آباد ہیں۔"

"شاید آپ کا خیال درست ہے۔"

سائنس دان کے اس فیصلے پر جہاز کے عملے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سپاک نے بالکل سٹین کے انداز میں کہا۔

"لیکن ایک بات ہمیں خاص طور پر یاد رکھنی ہوگی۔"

"وہ کونسی بات؟"

کپتان نے تعجب سے پوچھا۔

"وہ یہ کہ جس سیارے کی سرزمین سے ہمیں سگنل موصول ہو رہے ہیں وہ اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں ہے۔ اس کے اندر یورینیم اور دوسری گیسوں کے جو ذخیرے موجود ہیں وہ ابھی تک کسی نے باہر نہیں نکالے۔ ہمارے جہاز کی ایٹمی شعاعیں اپنی دھاتوں سے ٹکرا کر واپسی میں سگنل دے رہے ہیں۔"

"تو کیا اس سیارے میں ابھی گیس ہی گیس ہیں؟"

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔"

"تو کیا وہاں صرف اونچے خوفناک درندے ہی بستے ہیں؟"

"نہیں ایسا بھی نہیں ہے۔ میرے حساب کے مطابق اس سرزمین پر انسان آباد ہے مگر وہ تہذیب کے ابتدائی دور میں گزر رہا ہے۔"

"کیا ہمارا وہاں اترنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا؟"

"دونوں باتیں ہو سکتی ہیں۔"

کپتان نے ڈاکٹر میکائے سے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں زمین والوں سے اجازت لینی ہوگی۔"

"ضرور۔"

اسی لمحے کپتان ٹریگر نے زمینی کنٹرول کو اطلاع کی کہ ہم کہکشاں کے ایک ایسے نظام میں پہنچ گئے ہیں جہاں ایک ہی سورج ہے اور اس کے گرد ہماری زمین جتنے فاصلے پر ہماری زمین ہی کے سائز کا ایک سیارہ اسی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ کپتان نے یہ بھی بتا دیا کہ سائنس دان سپوک کے حساب کے مطابق وہاں ہوا کا دباؤ اور آکسیجن بھی ہماری زمین کے برابر ہے۔ لیکن بقول مسٹر سپوک وہاں تہذیب ابھی اپنے شروع شروع کے زمانے میں ہے۔ اگر اجازت ہو تو یہاں اترا جائے۔

زمینی کنٹرول نے آدھ گھنٹے بعد سٹار ٹریک کے کپتان کو اطلاع کی کہ وہ سیارے پر اتر جائیں اور وہاں کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ذرا ذرا کی تفصیل سے ہمیں [illegible] کی
اس اجازت کے ساتھ ہی جہاز میں سیارے پر اترنے
کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ کنٹرول کے حساب کے مطابق
جہاز اس نئے سیارے پر پینتیس منٹ میں اترنے والا
تھا۔ نئے سیارے کی زمین سکرین پر صاف نظر آ رہی تھی
جوں جوں خلائی جہاز آگے بڑھ رہا تھا سیارے کی سطح پر
دریا، سمندر اور پہاڑ ابھرنے لگے تھے۔ جہاز کا عملہ یہ دیکھ
کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ دریا، پہاڑ اور سمندر بالکل ان
کی اپنی زمین کے مطابق تھے۔ پیٹی آفیسر نے کہا۔
"کیپٹن! پہلے تو اپنے آفیسر کی اس بات پر مسکرا دیا۔ مگر
شک اس کے دل میں بھی پڑ گیا۔ اس نے اپنا شک دور
کرنے کے لئے زمینی کنٹرول کو سگنل دیا۔

"ہیلو! زمینی کنٹرول!....."
"ہیلو! سٹار ٹریک!....."
"کیا آپ لوگ ہمارے جہاز کو دیکھ رہے ہیں۔ یعنی
ٹی وی سکرین کے علاوہ بھی دیکھ رہے ہیں
آسمان پر؟"
"بالکل نہیں۔ تم تو ہماری زمین سے کروڑ ہا میل
کے فاصلے پر ایک نئے نظام شمسی میں ہو۔ لیکن
کیا بات ہے؟ تم اس قسم کا سوال کیوں پوچھ
رہے ہو؟"
"کوئی خاص بات نہیں۔ میں نے ویسے ہی پوچھا تھا"
کیپٹن! تم تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں ہمارا
مشورہ ہے کہ جہاز کی کمان ڈاکٹر میکائے یا مسٹر سپوک
کو دے کر کچھ دیر آرام کر لو۔"
"اوکے سر۔ ویسے ہم آدھ گھنٹے میں نئے سیارے
کی زمین پر اترنے والے ہیں۔"
"ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں"
"شکریہ"

ٹھیک آدھ گھنٹے بعد خلائی جہاز سٹار ٹریک نئے سیارے
کی زمین پر بڑے سکون کے ساتھ اتر گیا۔ جس جگہ جہاز
اترا تھا وہ ایک میدان تھا جس کے ارد گرد اونچی اونچی
چٹانیں اور بھربھری چٹانیں کھڑی تھیں۔ جہاز نہایت معمولی
ٹھاہ اور سکون کے ساتھ زمین کے ساتھ آن لگا تھا۔ اس
کے پیڈ زمین کی سطح پر آرام کے ساتھ لگے تھے۔ ابھی
تک جہاز کی کوئی کھڑکی، کوئی دروازہ نہ کھولا گیا تھا۔
سپوک نے کمپیوٹر کی رپورٹ لا کر دی۔
"کپتان! میرا اندازہ صحیح تھا کمپیوٹر نے اس بات کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تائید کر دی ہے کہ اس سیارے پر آکسیجن بڑی مقدار میں موجود ہے اور ہوا کا دباؤ اور زمین کی کشش ہماری زمین کے برابر ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے سب سے پہلے میں اس سیارے پر اُتر رہا ہوں۔"

چنانچہ سپاک نے پریشر سوٹ پہننے کی بھی زحمت گوارا نہ کی اور اُس نے سب سے نچلی منزل کے چیمبر میں جا کر چھوٹی سی کھڑکی کا ڈھکنا کھول کر آہستہ سے گردن باہر نکال دی۔ اور گہرا سانس لیا۔ اُس کا دل خوشی سے جھوم اُٹھا۔ کیونکہ ہوا میں آکسیجن کی کافی مقدار تھی۔ اور اُسے بالکل یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ اپنی زمین پر سانس لے رہا ہو۔

اب اُس نے دروازہ کھولا اور سیڑھیاں طے کر کے سیارے کی زمین پر آ گیا۔ اُس کا وزن زمین پر بالکل اتنا ہی تھا جتنا اُس کی اپنی زمین پر اور اپنے خلائی جہاز کے اندر تھا۔ اُس نے وائرلیس پر کپتان کو سگنل دیا۔

"کیپٹن مبارک ہو۔ زمین کی فضا بالکل ہماری زمین کے مطابق ہے۔ اس لئے جہاز کی کھڑکیاں کھول کر آکسیجن کی سپلائی بند کر دی جائے اور باہر کی ہوا کی آکسیجن کو اندر آنے کا موقع دیا جائے۔"

دوسری جانب سے کیپٹن کی آواز آئی۔

"ہیلو سپاک! ہم جہاز کی کھڑکیاں کھول رہے ہیں میں ڈاکٹر میکائے کے ساتھ نیچے آ رہا ہوں۔"

"او کے — میں انتظار کر رہا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد کپتان ٹریگر، ڈاکٹر میکائے اور سائنس دان سپاک جہاز کے چاروں طرف چکر لگا رہے تھے۔ انہیں یہ معلوم کر کے بڑی ہی خوشگوار حیرانی ہوئی تھی کہ اس سیارے کی ہر شے بالکل اُن کی اپنی زمین کی مانند تھی۔ وہی گہرا نیلا آسمان، آسمان پر چمکتا ہوا سورج، نیز گرم دھوپ چٹانوں کے ٹھنڈے سائے، بھربھری ریت اور کہیں کہیں سخت پتھر اور ہوا صاف آکسیجن سے بھری ہوئی — ہوا کا دباؤ بھی وہی اور زمین کی کشش بھی ویسی ہی جیسی کہ اُن کی زمین پر تھی۔ ان کے وزن اتنے ہی تھے جتنے جہاز کے اندر تھے۔ فرق کہ اُس نئے سیارے کی فضا اور جہاز کے اندر کی فضا میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں تھا۔

یہاں چاروں طرف زمین بنجر تھی۔ ایک جگہ کچھ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جھاڑیاں اُگی تھیں۔ اُنہوں نے جھاڑی اکھاڑ کر دیکھی۔ اُس کے پتے سبز تھے۔ سپاک نے ایک پتا چبایا۔

"اس کا ذائقہ ہماری زمین کے نباتات کی طرح ہے۔ اس میں کلوروفل پوری مقدار میں موجود ہے۔"

"مسٹر سپاک یوں لگتا ہے کہ ہم اپنی ہی زمین پر آ گئے ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں کی ہر شے ہماری زمین کے ہو بہو ہے مگر اس کے باوجود یہ ہماری زمین نہیں ہے۔"

ڈاکٹر میکائے نے اِدھر اُدھر نظریں گھماتے ہوئے کہا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ یہاں کی مخلوق کہاں ہے؟"

"فکر نہ کرو ڈاکٹر میکائے۔ اُس سے بھی جلد ملاقات ہو جائے گی۔"

اُن کے بعد جہاز کے باقی عملے نے بھی زمین پر اُتر کر سیر کی۔ تھوڑی بہت ورزش کی۔ اور پھر شام ہوتے ہی سب لوگ جہاز پر واپس چلے گئے۔ سورج اُسی طرح مغرب میں غروب ہو گیا تھا۔ جس طرح اُن کی اپنی زمین پر ہوا کرتا تھا۔ سورج کے غروب ہوتے ہی چاروں طرف اندھیرا چھانے لگا۔ جہاز کے تمام دروازے اور کھڑکیاں کپتان کے حکم سے بند کر دی گئیں اور اندر روشنی کر دی گئی۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔

جہاز کے اندر عملے کے تقریباً سبھی لوگ سو رہے تھے۔ کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ کیپٹن ٹریگر اور مسٹر سپاک کنٹرول روم میں بیٹھے ایک چارٹ بنا رہے تھے۔ انہوں نے زمینی کنٹرول کو نئے سیارے پر حفاظت سے اُتر جانے کی اطلاع کر دی تھی۔ ڈاکٹر میکائے ابھی ابھی اُن کے کمرے سے اُٹھ کر اپنے بیڈ روم میں آیا تھا اور بستر پر نیم دراز ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ کتاب پڑھتے پڑھتے جب وہ اُکتا گیا تو کھڑکی کے موٹے شیشے میں سے باہر دیکھنے لگا۔ آسمان پر سینکڑوں ستارے چمک رہے تھے اور چاند کی ہلکی ہلکی روشنی چٹانوں پر پڑ رہی تھی۔ وہ کتنی دیر اس خوبصورت منظر کو دیکھتا رہا۔ آج ایک عرصے کے بعد وہ ایک زمین پر چاند کو چمکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل چاہنے لگا کہ وہ چاندنی رات میں اس نئے سیارے کی سیر کرے۔

چنانچہ وہ کمرے سے نکل کر نچلی منزل میں آیا اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ فضا میں ہلکی ہلکی خنکی تھی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہر طرف گہری خاموشی طاری تھی۔ وہ چٹانوں میں گھومتا پھرتا جہاز سے کچھ دور آگے نکل گیا۔ ایک جگہ چاند کی روشنی میں اُسے ریت پر کسی انسان کے قدموں کے نشان دکھائی دیئے۔ یہ نشان کسی ایسے انسان کے تھے جس نے جوتا نہ پہن رکھا ہو۔ یعنی ننگے پیروں کے نشان تھے۔ نشان عام انسان کے پاؤں کے نشان سے بڑے تھے۔ ڈاکٹر میکائے جھک کر حیرانی سے پاؤں کے نشانوں کو دیکھنے لگا۔ یہ نشان چٹانوں کی طرف جا رہے تھے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی آدمی ننگے پیر رات کی تاریکی میں خلائی جہاز تک آیا ہے اور پھر واپس چلا گیا ہے۔ ڈاکٹر میکائے کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ معلوم کرے یہ نشان کدھر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ وہ اس بارے میں اپنے طور پر ہی کچھ انکشاف کر کے اپنے ساتھیوں کو بتانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر میکائے نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ پیروں کے نشان چٹانوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ایک ڈھلان پر اُتر گئے۔ میکائے بھی یہ ڈھلان اُتر گیا۔ کچھ دُور چلنے کے بعد چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کا ایک جھنڈ آ گیا۔ نشان اس جھنڈ میں جا کر غائب ہو گئے۔ ڈاکٹر میکائے آگے بڑھ کر جھنڈ میں آ گیا اور جھک کر پیروں کا سراغ تلاش کرنے لگا۔ اچانک اُس کے سر پر کوئی وزنی چیز پڑی۔ اور وہ بیہوش ہو گیا۔

---

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہملکا کے محل میں

ڈاکٹر میکائے کو ہوش آیا تو وہ قید خانے میں تھا۔ قید خانے کی دیواریں بڑے بڑے پتھروں کی تھیں۔ لوہے کا بھدا بھاری بھرکم دروازہ بند تھا۔ اس کا ہاتھ فوراً اپنی جیب کی طرف گیا۔ وہ جلدی میں اپنا ایٹمی پستول کمرے میں ہی بھول آیا تھا۔ اُسے سپوک کی باتیں یاد آنے لگیں کہ اس سیارے کی زمین پر وحشی لوگ آباد ہیں۔ اس کا سر ابھی تک درد کر رہا تھا۔ اتنے میں لوہے کا دروازہ کھلا اور ایک سپاہی اندر داخل ہوا۔ اُس نے سر پر لوہے کا خود اور سینے پر لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک لمبی تلوار تھی۔ میکائے سمجھ گیا کہ اُس کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ وہ آدمی پانچ ہزار برس پہلے بابل کے کسی بادشاہ کی فوج کا سپاہی معلوم ہوتا تھا۔

سپاہی نے اندر آتے ہی میکائے کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر میکائے چپکے سے اُس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ کئی ایک خلام گردشوں اور تاریک راہداریوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک بڑے سے ہال کمرے میں آ گیا جہاں موم بتیوں کے بے شمار شمع دان روشن تھے۔ دیواروں کے ساتھ طلس و کمخواب کے ریشمی پردے چھت سے فرش تک لٹک رہے تھے۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ محل کے وزیر اور امیر لوگ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ایک اونچے چبوترے پر سنگ مرمر کا تخت بچھا تھا۔ تخت پر سونے چاندی کی ایک خوبصورت کرسی رکھی تھی جس پر ایک سفید ڈاڑھی والا بادشاہ سر پر سونے کا تاج رکھے بیٹھا تھا۔ میکائے سمجھ گیا کہ وہ تاریخ کے شروع کے دور میں پہنچ گیا ہے اور یہ کسی بادشاہ کا دربار ہے۔

سپاہی ڈاکٹر میکائے کو بادشاہ کے تخت کے قریب لے گیا۔ دربار میں بیٹھا ہوا ہر شخص میکائے کی عجیب و غریب خلائی جہاز کی وردی کو حیرانی سے دیکھنے لگا۔ سپاہی نے میکائے کو بادشاہ کے سامنے جھکنے کا اشارہ کیا۔ میکائے نے خیریت اسی میں سمجھی کہ وہ جھک جائے۔ بادشاہ اپنے تخت سے اُٹھ کر میکائے کے قریب آیا اور اُس کے لباس کو ہاتھ لگا کر تعجب سے دیکھنے لگا۔ بادشاہ نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُسے قدیم ترین عبرانی زبان میں پوچھا۔

"تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟"

میکائے نے قدیم عبرانی زبان کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ یہ اُس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ لوگ قدیم عبرانی زبان بول رہے تھے۔ میکائے نے اُسی زبان میں جواب دیا۔

"میرا نام ڈاکٹر میکائے ہے اور ہم یہاں سے کروڑوں میل کے فاصلے پر ایک سیارے سے آئے ہیں"

سب سے پہلے تو سارا دربار اس بات پر عش عش کر اُٹھا کہ وہ اجنبی شخص عبرانی زبان جانتا تھا۔ پھر اُس کی زبان سے یہ سُن کر وہ کسی ستارے سے اُتر کر آرہا ہے اُن کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ بادشاہ نے پوچھا۔

"تم نے میرے ملک میں آکر اتنی جلد محل کیسے تیار کر لیا؟"

میکائے سمجھ گیا کہ بادشاہ کا اشارہ اُن کے خلائی جہاز کی طرف تھا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر سر جھکا کر کہا۔

"جناب عالی! جس شے کو آپ محل کہہ رہے ہیں وہ ہمارا خلائی جہاز ہے۔ ہم ایک ایسے ستارے سے آئے ہیں جو آپ کے مقابلے میں سائنس میں بہت زیادہ ترقی کر چکا ہے۔"

بادشاہ نے تعجب سے پوچھا۔

"خلائی جہاز سے تمہاری کیا مُراد ہے؟"

"خلائی جہاز وہ ہوتا ہے جو اپنی طاقت سے خلا میں ایک لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے"

اس انکشاف سے سارے دربار میں ایک سناٹا چھا گیا۔ کسی درباری کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کوئی شے ایک لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کیسے چل سکتی ہے جبکہ اُن کے گھوڑے اور رتھ بڑی مشکل سے پندرہ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتے تھے۔

ایک درباری نے چلّا کر کہا۔

"یہ شخص جھوٹ بولتا ہے بادشاہ سلامت! اِس کی باتوں پر اعتبار نہ کیا جائے"

دوسرا درباری چلّایا۔

"یہ دشمن کا ایجنٹ ہے۔ اِس کی گردن اڑا دی جائے"

بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے درباریوں کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور خود ڈاکٹر میکائے کی طرف متوجہ ہوا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"تم کیا کام کرتے ہو"؟

"میں ڈاکٹر یعنی حکیم یعنی طبیب ہوں بادشاہ سلامت"

اس پر دربار میں پھر شور بلند ہوا۔

"یہ مکار ہے۔ یہ دشمن کا ایجنٹ ہے۔ یہ حکیموں کا نام بدنام کر رہا ہے۔ اس کی گردن اڑا دی جائے"۔

بادشاہ نے ایکدم دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔

"خاموش!" اور پھر سپاہی کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔

"اس جھوٹے شخص کو کنوئیں میں بند کر دو"۔

سپاہی آگے بڑھا اور ڈاکٹر میکائے کو گھسیٹتا ہوا تہہ خانے کے کنوئیں کی طرف لے گیا۔ یہ کنواں تہہ خانے کی سیڑھیاں اتر کر نیچے تھا اور اس میں اوپر جانے کے لئے کوئی بھی راستہ نہیں تھا۔ ڈاکٹر میکائے یہاں بڑا پریشان ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح کپتان کو اپنی گرفتاری کی خبر کرے۔ مگر وہاں اس کے پاس کوئی بھی ذریعہ نہیں تھا۔

اُدھر صبح ہوئی تو جہاز کے عملے کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر میکائے غائب ہے۔ کیپٹن ٹریگر اور سپوک کو سخت تشویش ہوئی۔ انہوں نے جہاز کے آدمیوں کے ساتھ مل کر جہاز کے

اردگرد چٹانوں میں دو روز تک میکائے کو تلاش کیا مگر اس کا کہیں بھی سراغ نہ مل سکا۔ حقیقت یہ تھی کہ ڈاکٹر میکائے وہاں سے دو سو میل کے فاصلے پر گالیہ کے دارالحکومت میں بادشاہ ہملکا کے محل میں قید تھا۔ یہ زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے کا تھا۔ اس اعتبار سے کپتان ٹریگر اپنے خلائی جہاز کو لے کر ایک ایسی سرزمین میں پہنچ گئے تھے جہاں ان کی اپنی زمین کی ہزاروں برس پہلے کی تاریخ دہرائی جا رہی تھی۔ یعنی وہ لوگ اپنے زمانے سے پانچ ہزار برس پیچھے چلے گئے تھے۔

ڈاکٹر میکائے کی تلاش انہوں نے جاری رکھی۔ کپتان ٹریگر نے سپاک کے ساتھ چھ آدمیوں کی ایک جماعت بنائی اور ڈاکٹر میکائے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ وہ سارا دن چٹانوں میں چلتے رہے اور صحرا کی ریت چھانتے رہے۔ مگر انہیں کہیں بھی ڈاکٹر میکائے کے قدموں کا نشان نہ ملا۔ ہواؤں نے ان کے پاؤں کے نشان مٹا دیئے تھے۔ ناکام ہو کر جب یہ جماعت واپس خلائی جہاز پہنچی تو ہر شخص تھک کر چور ہو چکا تھا۔ رات کو وہ سو گئے اور اگلے دن پھر ڈاکٹر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میکائے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ خلائی گاڑی کے دونوں ایٹمی انجنوں میں دشمن جہاز کے حملے سے خرابی پیدا ہو گئی تھی جس کی مرمت ہو رہی تھی۔ ورنہ یہ جماعت خلائی گاڑی میں سوار ہو کر نکلتی۔

اُدھر میکائے کی بھی سُنیں۔

اُسے بادشاہ ہملکا کے محل کے تہہ خانے میں قید ہوئے چوتھا دن جا رہا تھا۔ دن میں صرف ایک بار اُسے کھانے کو باسی روٹی اور پانی کا ایک کٹورا ملتا۔ مچھروں نے کاٹ کاٹ کر اُس کا بُرا حال کر دیا تھا۔ اکیلا بیٹھا وہ سوچتا رہتا کہ وہ کس دَور میں آ گیا ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ انسان خلائی جہاز میں انتہائی رفتار سے سفر کرتا ہوا دوسری کہکشاں کے کسی ایسے سیارے میں پہنچ جائے۔ جہاں زمین کی تاریخ دہرائی جا رہی ہو۔ جہاں وہی ڈرامہ ایک بار پھر کھیلا جا رہا ہو جس کا پردہ گر چکا ہو؟ جہاں سُنی ہوئی آوازیں، دیکھے ہوئے چہرے اور مرے ہوئے لوگ ایک بار پھر زندہ ہو گئے ہوں؟

کاش مسٹر سپاک اُس کے ساتھ ہوتا۔ ڈاکٹر میکائے سوچتا۔ اب اُسے خیال ہو رہا تھا کہ سپاک نے جو اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اس سیارے کی سرزمین ہماری تہذیب سے ہزاروں سال پہلے ہے تو وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ خدا جانے وہ خلائی جہاز میں بیٹھا کیا کر رہا ہوگا۔ یقیناً وہ اور کپتان ٹرگیر اُس کے بارے میں ضرور پریشان ہوں گے اور اُس کی تلاش میں نکلے ہوں گے۔

وہ انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ تہہ خانے کا اوپر والا دروازہ کھلا۔ اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر عورت سیاہ لبادہ اوڑھے سیڑھیاں اُتر رہی تھی۔ وہ اُسے دیکھ کر احترام کے طور پر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عورت اُس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

"کیا مجھے قتل کرنے کے لئے....."

"خاموش" عورت نے بات کاٹ کر کہا۔ "کوئی آواز نکالے بغیر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

ڈاکٹر میکائے کو مجبوراً اُس کا حکم ماننا پڑا۔ وہ عورت بہت سے ٹھنڈے ویران، تاریک اندھیرے راستوں سے ہوتی ہوئی ڈاکٹر میکائے کو ایک بیحد

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عالیشان اور شان و شوکت سے سجے ہوئے خواب گاہ میں لے گئی - یہاں سونے چاندی کے شمع دان روشن تھے۔ اور چھت سے لے کر فرش تک اطلس کے سرخ پردے پڑے تھے - درمیان میں ایک مسہری لگی تھی جس پر ایک انتہائی خوبصورت شہزادی لیٹی تھی - اُس کے ماتھے پر سفید پٹی بندھی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیمار ہے اُس کے پاس ہی ایک باوقار چہرے والی عورت اداس بیٹھی تھی -

ڈاکٹر میکائے کو قریب آتا دیکھ کر باوقار عورت اُٹھ کر کھڑی ہو گئی -

"اے اجنبی آدمی ! تم میرے خاوند شاہ ہملکا کے قیدی ہو - درباریوں نے تم پر الزام لگایا ہے کہ تم ہمارے بابلی دشمنوں کے آدمی ہو - کل شام تمہیں قتل کر دیا جائے گا - لیکن میں نے بادشاہ کے پاؤں پر گر کر صرف اس شرط پر تمہاری معافی کی درخواست کی ہے کہ تم میری اکلوتی بیٹی شہزادی سلامبو کی بیماری دُور کر دو - صرف اس لئے کہ تم نے بھرے دربار میں کہا تھا کہ تم ایک طبیب ہو - کہو کیا تمہیں یہ شرط منظور ہے ؟"

ڈاکٹر میکائے سوچ میں پڑ گیا - بغیر دواؤں کے وہ شہزادی کو کیونکر صحت مند کر سکتا تھا - مگر یہاں تو کل شام اُس کی گردن اُڑائی جا رہی تھی - موت تو دونوں صورتوں میں اُس کی قسمت میں لکھی جا چکی تھی - تو پھر وہ کیوں نہ شہزادی کو اچھا کرنے کی ایک کوشش ہی کر دیکھے - اُس نے سر جھکا کر کہا -

"اے ملکہ ! مجھے یہ شرط منظور ہے"

ملکہ نے کہا -

"ایک بار پھر سوچ لو - اگر تم میری بیٹی کو اچھا نہ کر سکے تو تمہیں موت کے مُنہ سے کوئی نہیں بچا سکتا"

"میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے ملکہ عالم"

"بہت خوب - تو پھر میری اکلوتی بیٹی کا علاج شروع کرو"

ڈاکٹر میکائے مسہری پر لیٹی ہوئی شہزادی کے قریب آ گیا - وہ ایک بے حد خوبصورت اور نازک شہزادی تھی - مگر بیماری نے اُس کا رنگ زرد کر رکھا تھا - میکائے نے شہزادی کی نبض - اور آنکھوں کے پپوٹے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غور سے دیکھے۔ اُسے کافی تیز بخار تھا۔ شاہی طبیب اُس کے علاج سے ناامید ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے طرح طرح کے علاج کرکے شہزادی کو نڈھال کر دیا تھا۔

میکائے نے ملکہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"ملکہ عالم! میں کوشش کرتا ہوں کہ شہزادی صاحبہ اچھی ہو جائیں۔ مگر شہزادی کی بیماری خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے"

ملکہ نے غمگین لہجے میں کہا

"سبھی طبیب یہی کہتے ہیں اور کوئی بھی میری بیٹی کو اچھا نہیں کر سکا"

ڈاکٹر میکائے نے کہا۔

"اگر مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے جہاز تک جا سکوں تو وہاں سے میں ایسی دوا لا سکتا ہوں جو شہزادی کو ایک منٹ میں اچھا کر دے"

ملکہ نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بادشاہ اُس محل کو بھی دشمن کا محل سمجھتا ہے اور بابل کے بادشاہ کے ساتھ ساتھ تمہارے محل کو تباہ و برباد کرنے کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی ہیں۔ ہم تمہیں وہاں بھیج کر یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے کہ تم ہماری نقل و حرکت کے بارے میں ہمارے دشمنوں کے سامنے مخبری کر سکو"

میکائے لاجواب ہو گیا۔ اب وہ بُری طرح پھنس چکا تھا۔ اُس کے سامنے اپنی زندگی بچانے کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ کسی نہ کسی طرح شہزادی کو ہوش میں لے آئے۔ ورنہ موت اُس کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ اُس نے ملکہ سے کہا کہ جو دوائیں شاہی طبیب استعمال کرتا ہے وہ منگوائی جائیں۔

ملکہ نے کنیزیں بھیجوا کر فوراً چھ سات چھوٹے چھوٹے آبخورے منگوا کر ڈاکٹر میکائے کے سامنے رکھ دیئے۔ ان بھوں میں مختلف رنگوں کے پانی بھرے ہوئے تھے۔ کسی کی بُو گائے کے چمڑے ایسی تھی تو کسی میں سے گندھک کے تیزاب کی بُو اُٹھ رہی تھی۔ ڈاکٹر میکائے نے بڑے غور سے ایک ایک دوا کا مطالعہ کیا۔ پھر اُس نے ایک آبخورے کو اپنی طرف کھسکا لیا۔ اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں سے مشک کافور کی بُو آ رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اس میں سے دو قطرے لے کر چاندی کے ایک پیالے میں ڈالے۔ پھر ایک اور آبخورے میں سے دو قطرے لیکر اس میں ملا دیئے اور ملکہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا کوئی سونے کی لمبی نوکدار سوئی مل جائے گی؟"

"ضرور مل جائے گی"

ملکہ نے اپنے بالوں میں سے ایک لمبی سوئی نکال کر ڈاکٹر میکائے کے حوالے کر دی۔ یہ سوئی خالص سونے کی تھی۔ ڈاکٹر میکائے نے ایک شمع دان آگے کر کے سوئی کو اُس کی بھڑکتی لَو پر خوب گرم کیا اور پھر اُسے دوائی میں بجھا کر شہزادی کا بازو ننگا کیا اور پیشتر اس کے کہ ملکہ اُس سے پوچھ سکے وہ کیا کر رہا ہے۔ اُس نے شہزادی کے بازو میں ٹیکہ لگا دیا۔

"کیا تم شہزادی کی فصد کھولنا چاہتے ہو؟"

"ایسا نہیں ہے ملکہ عالم! میں نے دوائی لگا کر سوئی باہر نکال لی ہے۔ یہ لیجئے آپ کی سونے کی سوئی"

ڈاکٹر میکائے نے سوئی ملکہ کو واپس کر دی۔ اتنے میں شہزادی نے گہرا سانس لے کر آنکھ کھول دی۔

ملکہ خوشی سے نہال ہو گئی۔

"میری بچی! میری پیاری بچی!"

پانچ دس منٹ کے اندر اندر شہزادی کا بخار ٹوٹ چکا تھا اور وہ ہشاش بشاش مسہری سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔ ملکہ نے ڈاکٹر میکائے کا شکریہ ادا کیا اور فوراً بادشاہ کو وہاں بلوا بھیجا۔

بادشاہ ہملکا نے آکر جب اپنی بیٹی کو تندرست ہنستے بولتے دیکھا تو خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ اُس کی چہیتی بیٹی کو ڈاکٹر میکائے کی حکمت عملی نے شفا بخشی ہے تو اُس نے ڈاکٹر کو اپنے سینے سے لگا لیا اور حکم دیا۔

"آج سے تم میرے شاہی طبیب ہو۔ پرانے شاہی طبیب کی گردن اڑا دی جائے۔"

پانچ منٹ کے اندر اندر پرانے شاہی طبیب کی گردن اڑا دی گئی اور ڈاکٹر میکائے کے گلے میں نئے شاہی طبیب کا طلائی ہار ڈال دیا گیا۔ بادشاہ ہملکا نے ڈاکٹر میکائے کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ہم نے تمہاری جان بخشی کر دی ہے۔ اب تم ہمارے خاص الخاص شاہی طبیب ہو۔ لیکن اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے باوجود ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنی کسی خواہش کا اظہار کرو۔ ہم یہ خواہش ضرور پوری کریں گے۔"

ڈاکٹر میکائے نے سوچا لوہا گرم ہے فوراً چوٹ لگا دینی چاہیئے۔ اُس نے سر جھکا کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ مجھے واپس میرے خلائی جہاز میں پہنچا دیا جائے۔"

بادشاہ نے ایک دم غصّے میں آکر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں واپس اپنے دشمنوں کے محل میں پہنچا دیں۔ ہم نے تو اُس مصنوعی قلعے پر حملے کی ساری تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ کچھ اور مانگو ہم سے ہم اُسے پورا کریں گے۔"

ابھی وہ اتنی بات ہی کر رہے تھے کہ ایکا ایکی گھوں گھوں کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز قریب سے قریب آتی گئی۔ بادشاہ، ملکہ شہزادی اور کنیزیں اس آواز سے ڈر گئیں۔ انہیں یوں لگا۔ جیسے زلزلہ آنے والا ہو۔ ڈاکٹر میکائے سمجھ گیا کہ جہاز کی خلائی گاڑی کی مدد کر کے کیپٹن ٹریگر اُس کی تلاش میں آ پہنچا ہے۔

"زلزلہ آ رہا ہے۔ سب باہر محل کی چھت پر آ جاؤ۔"

سارے لوگ محل کی چھت پر آ گئے۔ محل کے صحن میں درباری بھی حیران و پریشان کھڑے آسمان کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں ایک گول طشتری نما چمکیلی شئے گردش کر رہی تھی۔ اس طشتری کو آسمان میں اُڑتا ہوا دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے اور بادشاہ سمیت سبھی سجدے میں گر پڑے۔ ڈاکٹر میکائے نے انہیں سجدے سے اُٹھا کر کہا۔

"بادشاہ سلامت پریشان نہ ہوں۔ یہ میرے دوست ہیں جو چھوٹے خلائی اڑن کھٹولے میں میری مدد کو یہاں آئے ہیں۔"

اتنے میں خلائی گاڑی کی توپ میں سے لیزر کی تیز شعاع چمکی اور ایک دھماکے کے ساتھ محل کی ایک دیوار اُڑ گئی۔ اب تو محل کے اندر اور باہر ہر شخص پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور وہ سارے ہاتھ بلند کر کے رحم کی درخواست کرنے لگے۔ بادشاہ ڈاکٹر میکائے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ملکہ شہزادی اور کنیزیں رونے لگیں۔

ڈاکٹر میکائے نے ہاتھ ہلا ہلا کر کیپٹن ٹریگر کو اشارہ کیا کہ حملہ نہ کیا جائے وہ خیریت سے ہے۔

خلائی گاڑی میں بیٹھے ہوئے کیپٹن ٹریگر اور مسٹر سپاک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نے محل کی چھت پر کھڑے ڈاکٹر میکائے کو دیکھ لیا اور انہوں نے خلائی گاڑی کو بڑے آرام سے چھت پر اتارتے اور اس میں سے عجیب و غریب آدمیوں کو باہر نکلتے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ڈاکٹر میکائے نے بادشاہ ملکہ اور شہزادی سے کیپٹن ٹریگر اور سپاک کا تعارف کرایا۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ وہ اس کے دوست ہیں۔ بادشاہ انہیں مل کر بے حد خوش ہوا۔

اس رات محل میں کیپٹن ٹریگر، مسٹر سپاک اور ڈاکٹر میکائے کی عزت میں ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ دعوت کے بعد کیپٹن ٹریگر بادشاہ، ملکہ اور شہزادی کو اڑن طشتری میں بٹھلا کر خلائی جہاز سٹار ٹریک پر لے گئے۔ اڑن طشتری جب فضا میں بلند ہوئی تو شہزادی اور ملکہ کا دل بیٹھ گیا۔ بادشاہ گھبرا کر کبھی اس کھڑکی میں سے نیچے دیکھتا اور کبھی اس کھڑکی میں سے۔ وہ زندگی میں پہلی بار اپنے محل کو اس قدر بلندی سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے گنبد اور قلعے کے منارے چھوٹے چھوٹے دکھائی دینے لگے تھے۔ پلک جھپکنے میں مہمان خلائی جہاز میں پہنچ گئے۔ خلائی جہاز کی مشینیں، کنٹرول پینل، ریڈار اور ٹیلی ویژن سکرین دیکھ کر بادشاہ، ملکہ اور شہزادی دنگ رہ گئے۔ وہ جو کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ پھر جب کیپٹن ٹریگر نے انہیں کمپیوٹر ٹیلی ویژن کی سکرین پر دوسرے سیاروں اور خلائی تصویریں دکھائیں تو ملکہ غش کھا کر گر پڑی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لڑائی اور واپسی

بادشاہ ہملکا کے محل پر ایک زبردست دعوت ہو رہی تھی۔

یہ عظیم الشان دعوت خلائی جہاز سٹار ٹریک کے سارے عملے کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ مسٹر سپاک نے زمینی کنٹرول کو نئے سیارے پر پیش آئے ہوئے سارے حادثات کی رپورٹ کر دی تھی اور زمین کے سائنس دان بڑی دلچسپی سے اس سیارے کے سگنل کا مطالعہ کر رہے تھے جو اس سیارے کی زمین سے اپنے آپ سٹار ٹریک کے وسیلے سے زمین تک پہنچ رہے تھے۔ جب انہوں نے وائرلیس پر ایک دوسرے سے بات کر کے بادشاہ اور ملکہ کو دکھائی تو اُن کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ وہ تصور میں بھی خیال نہ کر سکتے تھے کہ ایک آدمی زمین پر کھڑے ہو کر محل کی چھت پر کسی دوسرے شخص سے باتیں کر سکتا ہے۔ دعوت میں بھنے ہوئے سالم دنبے اور مختلف پرندے رکھے گئے۔ خلا باز اس طرح کی بھاری خوراک کھانے کے عادی نہیں تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے سب کے سامنے اپنے ڈبوں میں سے خوراک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکال کر منہ میں ڈالے تو سبھی کے چہرے تعجب سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔

دعوت کے بعد بادشاہ اپنے خاص درباریوں کے ساتھ کپتان ٹریگر، ڈاکٹر میکائے اور مسٹر سپاک کے ارد گرد قالین پر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے اُٹھ کر پہلے دونوں ہاتھ باندھے اور پھر کہا۔

"اے کسی اجنبی دنیا کے عظیم فرزندو! ہم تمہیں اپنی زمین پر خوش آمدید کہتے ہیں اور تمہیں اپنا تخت و تاج پیش کرتے ہیں۔ تم ہماری سلطنت پر جتنی دیر چاہو حکمرانی کر سکتے ہو۔"

اس کے جواب میں کپتان ٹریگر نے ڈاکٹر میکائے کی زبانی جواب دیا۔

"اے بادشاہ اور ملکہ! ہم لوگ یہاں حکمرانی کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارا کام سیاروں کو فتح کر کے وہاں اپنی حکومت بنانا نہیں۔ بلکہ ہم ایک اہم مشن لے کر اپنی دنیا سے چلے ہیں۔ ہمارا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شن یہ ہے کہ سیاروں کی تحقیق کی جائے اور ایسی معلومات فراہم کی جائیں جو نہ صرف ہماری زمین پر بسنے والے انسانوں بلکہ دوسری زمینوں پر آباد انسانوں کی بھلائی کے کام بھی آ سکیں۔"

اس پر سارے درباری تالیاں بجانے لگے۔ بادشاہ نے کہا۔

"تم لوگ واقعی نیکی اور امن کے دیوتا بن کر ہماری زمین پر آئے ہو۔ اب میں ایک درخواست آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو کہوں؟"

کیپٹن نے بادشاہ کو اجازت دی تو وہ کہنے لگا۔

"میرا ملک ایک چھوٹی سی امن پسند ریاست ہے۔ ہم لوگ ایک عرصے سے آرام سکون اور محبت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن ہماری اس پُرامن اور محبت بھری زندگی کو ہر برس تہس نہس کر دیا جاتا ہے۔ بابل کے بادشاہ کی فوجیں ہر سال ہم پر حملہ کرتی ہیں اور ہمیں لوٹ مار کر چلی جاتی ہیں۔ اس دفعہ ہم نے بابل کے بادشاہ کو پیغام بھجوایا تھا کہ اگر اس دفعہ اس نے ہمارے امن کو تباہ کرنے کی کوشش کی تو ہم کٹ مریں گے لیکن اسے بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ اب وہ پہلے سے دُگنی طاقت کے ساتھ ہمارے شہر پر اس ارادے کے ساتھ حملہ کر دیا ہے کہ وہ ہمارے شہر کو تباہ برباد کر کے مکانوں کو آگ لگا دے گا اور اس کی راکھ پر ہل پھیروا دے گا۔ کیا آپ ہماری مدد نہیں کریں گے؟"

جب ڈاکٹر میکائے نے کیپٹن ٹرگر کو بادشاہ کی عرضداشت کا ترجمہ کر کے سنایا تو وہ مسکرایا اور اس نے بادشاہ سے پوچھا۔

"کیا بادشاہ وعدہ کرتے ہیں کہ بابل کے بادشاہ کو عبرت ناک شکست دینے کے بعد وہ طاقت کے گھمنڈ میں آ کر کسی دوسرے ملک پر چڑھائی نہیں کریں گے؟"

بادشاہ نے بلند آواز سے کہا۔

"میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دشمن کو کچل دیا گیا تو ہم پہلے کی طرح امن اور محبت سے زندگی بسر کریں گے اور ساری عمر انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں گے۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کیپٹن نے مسٹر سپاک سے مشورہ کیا اور بادشاہ سے پوچھا۔
"بابل کے بادشاہ کی فوجیں کہاں ہیں؟"
بادشاہ کے جرنیل نے آگے بڑھ کر چمڑے پر بنا ہوا ایک نقشہ کھول دیا اور کہا۔
"بابل کے بادشاہ کی عظیم الشان فوج تازہ اطلاع کے مطابق ہمارے شہر سے پچاس میل دور جنوب میں ایک دریا کو پار کر کے اس کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے وہ دو روز تک ہمارے شہر تک پہنچ جائیں گی ان کے پاس دس ہزار پیدل سپاہی، دو سو ہاتھی، ایک ہزار گھوڑے، بارہ سو رتھ اور ....."

جرنیل کیپٹن ٹرگیر کو دشمن کی فوجوں کی تفصیل بتا رہا تھا کہ مسٹر سپاک نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرا دیا اور خود اس چمڑے کے بھدے سے نقشے کو دیکھنے لگا۔
"کیپٹن! اس داہیات سے نقشے سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ ایک بیکار چمڑے کا احمقانہ ٹکڑا ہے۔"
اور مسٹر سپاک نے نقشہ جرنیل کو واپس کر دیا۔

بادشاہ نے پوچھا۔
"کیا آپ کو دشمن کی فوجوں کے صحیح ٹھکانے کا علم ہو گیا ہے؟"
کیپٹن ٹرگیر نے مسکرا کر کہا۔
"صبح آپ ہمارے ساتھ اڑن کھٹولے میں بیٹھ کر چلیں گے۔"
بادشاہ نے ڈاکٹر میکائے کی وساطت سے کیپٹن سے دریافت کیا کہ کیا وہ ان کی جنگی تیاریوں کا جائزہ لینا پسند کریں گے؟ کیپٹن ٹرگیر مسکرایا اور بولا۔
"ڈاکٹر میکائے! آپ بادشاہ سلامت کو سمجھا دیں نا"
ڈاکٹر میکائے نے بادشاہ کو بتایا کہ ان کو فوجوں کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب بادشاہ نے سوال کیا کہ ہم حملہ کب اور کس وقت شروع کریں گے؟ تو ڈاکٹر میکائے نے بادشاہ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"بادشاہ سلامت! ہم آپ کے دشمن پر حملہ کرنے کہاں جا رہے ہیں۔"
بادشاہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ یہ اکیلے تین اڑن کھٹولے میں بیٹھ کر بابل والوں کی اتنی طاقتور فوج کا کیسے مقابلہ کریں گے۔ کیپٹن نے آگے بڑھ کر بادشاہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیگم، شہزادی صاحبہ اور جرنیل کے ساتھ اڑن طشتری میں تشریف رکھیں۔ جب یہ لوگ اندر داخل ہو گئے تو اس کے بعد مسٹر سپاک، ڈاکٹر میکائے اور کیپٹن ٹریگر خلائی گاڑی میں آکر بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے سوئچ آن کیا اور خلائی گاڑی بڑے سکون کے ساتھ اوپر اٹھنا شروع ہو گئی۔

خلائی گاڑی کے اوپر اٹھتے ہی کپتان نے سٹار ٹریک والوں کو سگنل دیا کہ اُسے زمینی کنٹرول کے ساتھ ملا دیا جائے۔ کیپٹن ٹریگر نے لائن ملتے ہی زمینی کنٹرول کو اطلاع کر دی کہ وہ بابل کی فوجوں سے ایک نیک دل امن پسند بادشاہ کو نجات دلانے جا رہا ہے۔ زمینی کنٹرول نے ہدایت کی کہ ایٹمی ہتھیاروں کا نشانہ انسانوں کی بجائے جانوروں، رتھوں اور ہاتھیوں کو بنایا جائے۔

کپتان نے اوکے کہا اور اُس شہر سے پچاس میل جنوب کی طرف حملہ شروع کر دیا۔

ملکہ نے کپتان سے پوچھا۔

"آپ لوگ کس سے بات کر رہے تھے؟"

"اپنی زمین والوں سے"

"وہ یہاں سے کتنی دُور ہیں؟"

"آپ اس فاصلے کا تصور نہیں کر سکتیں ملکہ عالم"

"پھر بھی کوئی اندازہ؟"

اس پر مسٹر سپاک نے ملکہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اگر آپ اپنے رتھ پر بیٹھ کر یہاں سے چلیں تو آپ ۲۶۰ لاکھ سال میں ہماری زمین پر پہنچیں گے"

ملکہ سپاک کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ وہ حقیقتاً اس فاصلے کو بالکل نہیں سمجھ سکی تھی۔ شہزادی بار بار بڑے غور سے مسٹر سپاک کے لمبے کانوں کو تک رہی تھی۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا۔ اُس نے پوچھ ہی لیا کہ مسٹر سپاک کے کان لمبے کیوں ہیں؟ مسٹر سپاک نے بُرا نہ مانا۔ بلکہ بڑی نرمی سے اور شاید زندگی میں پہلی بار شہزادی کو بتایا۔

"اس لئے کہ میں چاند پر پیدا ہوا تھا"

"چاند پر؟"

"جی ہاں شہزادی صاحبہ ——"

سپاک کے اس جواب پر بادشاہ، ملکہ اور شہزادی حیرت زدہ ہو کر اُس کا چہرہ دیکھنے لگے۔ انہیں ہرگز ہرگز یقین نہیں آ سکتا تھا کہ مسٹر سپاک چاند پر پیدا ہوا تھا۔

خلائی گاڑی کو کپتان ٹریگر بڑی تھوڑی رفتار سے چلا رہا تھا اور وہ زمین سے زیادہ بلند بھی نہیں تھی۔ اب سامنے ایک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دریا بہہ رہا تھا۔ کپتان نے نیچے دریا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"بادشاہ سلامت! کیا یہی وہ دریا ہے؟"
"ہاں بالکل یہی دریا ہے جس کے کنارے بابل کے بادشاہ کی طاقتور فوجیں ڈیرہ ڈالے پڑی ہیں اور میرے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔"
ڈاکٹر میکائے بولا۔
"خیر یہ تو ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا بادشاہ سلامت کہ اینٹ سے اینٹ کس کی بجتی ہے۔ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"
خلائی گاڑی تھوڑی دور ہی آگے گئی تھی کہ انہیں بابل کے بادشاہ کی فوجیں دریا کنارے نظر آگئیں۔ واقعی یہ اُس زمانے کے مطابق ایک زبردست فوج تھی۔ اس وقت فوجیں پڑاؤ ڈالے نہیں تھیں بلکہ ساز و سامان سے لیس ہو کر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو چکی تھیں۔ ہاتھیوں کے کئی دستے چلے آ رہے تھے۔ اُن کے ماتھوں کی زکدار ڈھالیں اور سپاہیوں کے زرہ بکتر چمک رہے تھے ہزاروں فوجی تلواریں ہاتھوں میں پکڑے قدم قدم آگے بڑھ رہے تھے۔ جنگ کے ڈھول بج رہے تھے۔ ایک رتھوں کا دستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ان رتھوں پر بڑے تیر انداز سوار تھے۔ گھوڑ سوار فوجیوں کی تعداد بھی بے شمار تھی۔ بادشاہ نے فکر مند ہو کر کپتان سے کہا۔
"اگر یہ فوج کا سیلاب میرے ملک تک پہنچ گیا تو اُسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔"
"فکر نہ کریں بادشاہ سلامت! یہ فوجیں یہیں سے واپس بھاگ جائیں گی اور پھر کبھی آپ کے ملک کا رُخ نہیں کریں گی۔ کیا آپ دشمن بادشاہ کو زندہ گرفتار کرنا چاہیں گے؟"
"کیوں نہیں۔ اگر ایسا ہو سکے تو میں زندگی بھر کے خطرے سے آزاد ہو جاؤں گا۔ میں اُس ظالم کا سر کاٹ کر قلعے کی چوٹی سے نیچے پھینک دوں گا۔"
"بہتر ہے — تو اب دیکھئے۔ ہم جنگ شروع کرنے لگے ہیں۔"
"آپ اکیلے جنگ شروع کریں گے؟" بادشاہ نے حیرانی سے پوچھا۔
"جی ہاں!—"
کپتان نے مسٹر سپاک کو اشارہ کیا۔ سپاک خلائی گاڑی گھما کر خونخوار فوجوں کے اوپر لے آیا۔ فوجوں نے ایک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عجیب و غریب اُڑن کھٹولے کو اپنے سروں کے اوپر اڑتا دیکھا تو پہلے تو وہ ششدر رہ گئے۔ اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پھر انہوں نے اُسے کوئی جانور یا جادو کی مشین سمجھ کر اُس کی طرف نیزے اور تیر پھینکنے شروع کر دیئے۔ کئی ایک تیر خلائی گاڑی کی سطح سے آ کر ٹکرائے۔ بادشاہ اور ملکہ گھبرا گئے۔ پھر ایک نیزہ آ کر خلائی سے ٹکرایا۔ شہزادی کے مُنہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ ڈاکٹر میکائے نے شہزادی کو تسلی دی۔

"گھبرائیں نہیں شہزادی صاحبہ!"

کپتان گاڑی کو گھوڑ سواروں کے اوپر لے آیا۔ اب بھاری منجنیقوں کے دو چار پتھر بھی خلائی گاڑی سے ٹکرائے اور گاڑی نے ہلکا سا جھٹکا کھایا۔ مسٹر سپاک نے خلائی گاڑی کو اونچا کر لیا۔

"او کے کیپٹن! فائر!"

کیپٹن ٹریگر نے لیزر گن کا رُخ گھوڑ سواروں کی جانب کر کے بٹن دبا دیا۔ بٹن کا دبنا تھا کہ ایک تیز شعاع بجلی بن کر گھوڑوں پر گری اور دھماکے کے ساتھ کتنے ہی گھوڑے جل کر بھسم ہو گئے۔ اس کے بعد گن نے دوسرا راؤنڈ فائر کیا۔ یہ شعاع گھوڑ سواروں کے عقب میں گری اور زبردست دھماکے کے ساتھ سینکڑوں گھوڑوں کو بھسم کر کے زمین میں گُس

گئی۔ تیسرا فائر ہاتھیوں پر کیا گیا۔ اس فائر نے ہاتھیوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ باقی ہاتھیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ فوج پریشان ہو گئی۔ اس قسم کا ہتھیار انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بابل کا بادشاہ خود سفید گھوڑے پر سوار ہو کر فوجوں کے سامنے آ گیا۔ اور فوجوں کی ہمت بڑھانے لگا۔ اب ہزاروں تیر ایک لہر کی شکل میں خلائی گاڑی کے ساتھ آ کر ٹکرائے۔ مگر یہ تیر کیا اگر توپ کا گولہ بھی ہوتا تو وہ خلائی گاڑی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ بادشاہ نے بتایا۔

"یہ سفید گھوڑے والا شاہِ بابل ہے۔"

"کیا ہم اسے ہلاک کر دیں یا زندہ گرفتار کریں؟"

"گرفتار کر دیں۔ میں خود اسے ہلاک کروں گا"

"جیسے آپ کی مرضی"

اب خلائی گاڑی کے عقب سے ایک اور شعاع نکلی اور بجلی کی طرح شاہ بابل کے سفید گھوڑے پر گری۔ سفید گھوڑے کے کئی ٹکڑے ہو گئے اور ہر ٹکڑا جل کر سیاہ ہو گیا۔ شاہ بابل گر پڑا۔ خلائی گاڑی نے انتہائی تیزی کے ساتھ بابلی فوجوں کے اوپر گول چکر لگانا اور جگہ جگہ حملہ کرنا شروع کر دیا۔ ہاتھی اور گھوڑوں نے چیخ و پکار مچا دی۔ سینکڑوں انسانوں کا ایک غول ایک طرف کو بھاگ اٹھا۔ کیپٹن ٹریگر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نے اب ایٹمی گن سے ان ہاتھیوں پر حملہ کیا۔ اس لئے کہ اسے معلوم تھا یہ ہاتھی جس بستی میں بھی جائیں گے وہاں کے لوگوں کو تباہ کر دیں گے۔ ایٹمی شعاع کا ہاتھیوں سے ٹکرانا تھا کہ ایک شعلہ چمکا اور اس کے بعد وہاں ایک بھی ہاتھی نہیں تھا۔ سارے کے سارے ہاتھی ذرّے بن کر فضا میں بکھر چکے تھے۔

شاہ بابل کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر چکا چوند ہو گئیں۔ فوجی پتھر بن کر خلائی گاڑی کو تکتے رہے۔

"سپاک! گاڑی نیچے اتار لو"

سپاک نے بڑے سکون سے گاڑی میدان جنگ میں اتار دی۔ سپاک ایٹمی گن لئے خلائی گاڑی میں بیٹھا رہا۔ باقی سارے لوگ باہر آ گئے۔ شاہ بابل نے اپنے سامنے دشمن بادشاہ، ملکہ اور اس کی بیٹی کو دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا۔ مگر وہ بے بس ہو گیا تھا۔ کیپٹن ٹریگر نے ڈاکٹر میکائے کی زبانی شاہ بابل کو کہلوایا کہ وہ ہتھیار پھینک کر اپنا آپ ان کے حوالے کر دے۔ شاہ بابل کی پیشانی پر بل پڑ گیا۔ اس نے نفرت سے تھوک دیا۔ اتنے میں اس کے ایک جرنیل نے ایک چھرا کپتان ٹریگر کی طرف پھینکا۔ چھرا نشانہ خطا ہونے کی وجہ سے دور جا گرا۔ لیکن سپاک کا نشانہ خطا نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی ایٹمی گن سے نکلی ہوئی شعاعوں نے اس جرنیل کے علاوہ سینکڑوں اور فوجیوں کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ اب تو شاہ بابل کی فوجوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا مقابلہ کسی انسانی طاقت سے نہیں ہے۔

لیکن ایک ہاتھی پر سوار شاہ بابل کے انتہائی وفادار سپاہی نے دور سے تیر چلا کر کپتان ٹریگر کو ایک بار پھر ہلاک کرنے کوشش کی۔ لیکن سپاک کے ریڈار نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فوج کے شمال مغربی حصے میں ایک تیر کمان کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے۔ سپاک نے ریڈار کے اشاروں کے مطابق ایٹمی گن کا زاویہ متعین کیا اور بٹن دبا دیا۔

ادھر شاہ بابل کا وفادار فوجی چلے پر تیر چڑھا کر چھوڑنے ہی والا تھا کہ اس کی آنکھوں کے آگے بجلی چمکی۔ دھماکہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ سات سو کے قریب فوجی مع گھوڑوں اور ہاتھیوں کے جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔

اب شاہ بابل کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ہتھیار پھینک کر اپنا آپ دشمن کے حوالے کر دے۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جنگ ختم کرنے اور ہتھیار پھینکنے کا اعلان کر دیا۔ کپتان نے آگے بڑھ کر اس کی تلوار لے کر بادشاہ سلامت کو دے دی۔ بادشاہ سلامت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نے تلوار توڑ کر پھینک دی اور کہا۔

"شاہ بابل! تم ایک ظالم حکمران تھے۔ تم ہمیشہ لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بناتے رہے تھے۔ عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بناتے رہے تھے لیکن آج خدا تم سے اُن بے گناہوں کا بدلہ لے رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے تلوار نیام سے نکالی اور شاہ بابل کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ اپنے بادشاہ کو ہلاک ہوتے دیکھ کر باقی فوج کا رہا سہا حوصلہ بھی پست ہو گیا اور وہ سارے کے سارے قیدی بنا لئے گئے۔ واپس اپنے محل میں آکر بادشاہ مکہ اور شہزادی اور تمام درباریوں نے کیپٹن ٹریگر کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے اُن کو اور اُن کی بے گناہ رعایا کو ایک سنگدل ڈاکو سے نجات دلائی۔ قریباً سارا شہر اُن کو خلائی جہاز تک چھوڑنے آیا۔ انہیں ہار پہنائے گئے تحفے دیئے گئے۔ کیپٹن ٹریگر، مسٹر سپوک اور ڈاکٹر میکائے بادشاہ سے ہاتھ ملا کر اپنے خلائی جہاز میں سوار ہو گئے۔ جہاز کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور جہاز ایک معمولی سے دھماکے کے ساتھ اُوپر اُٹھنا شروع ہو گیا۔ ہر شخص حیرانی کی تصویر بنا خلائی جہاز کو آسمان کی

طرف بلند ہوتے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ خلائی جہاز آسمان کی بلندیوں میں گم ہو گیا تو بادشاہ نے مکہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں نے جو کچھ دیکھا ہے اُس کا یقین نہیں آرہا۔"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

بچوں کے لیے

خوبصورت اور بہترین ناول

دوستوں کا کارنامہ	:	ریاض احمد	۲۰۰ صفحات	قیمت ۵/-
آدم خوروں کا جزیرہ	:	حسن اکبر کمال	۱۶۰ "	۳/۷۵
گمنام قبیلے کا راز	:	محمد عظیم	۱۶۰ "	۳/۷۵
کھلا تحفہ	:	محمد عظیم	۱۶۰ "	۳/۷۵
چور، چکا چودھری	:	جبار توقیر	۲۰۰ "	۵/- "
آدھی رات	:	جبار توقیر	۱۸۶ "	۴/۵۰ "
طلسمی جنگل	:	ریاض احمد	۱۶۰ "	۳/۷۵ "
دھوبی کی مخلوق	:	ذوالفقار احمد نقاش	۱۶۰ "	۳/۷۵ "
جانی چور کے کارنامے	:	محمد یونس حسرت	۱۲۰ "	۳/- "
جانی چور کی واپسی	:	محمد یونس حسرت	۱۱۲ "	۳/- "
فسانۂ آزاد (جلد اوّل)	:	ذوالفقار احمد نقاش	۲۰۰ "	۵/- "

رتن ناتھ سرشار کی مقبول عام فسانۂ آزاد کی تلخیص (کلاسیک ادب)

برائے سکاؤٹ : سکاؤٹس کے لیے ایک رہبر کتاب۔ جس میں سکاؤٹس کا کام۔ رہن سہن اور پورے قواعد و ضوابط درج ہیں۔

خالدہ کاشمیری صاحب نے اسے بچوں کی زبان میں ترتیب دیا ہے۔

ضخامت : ۲۰۰ صفحات قیمت ۵/- روپے

یہ سب کُتب شائع ہو گئی ہیں۔ آج ہی طلب فرمائیے۔

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

لاہور • حیدرآباد • کراچی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اِسلامی کانفرنس کی کہانی

بچّوں کے لیے رپورتاژ

اسلامی کانفرنس میں جو کچھ دیکھا، سُنا اور حاصل کیا گیا، نہایت سیدھے سادھے الفاظ اور معلوماتی انداز میں پوری رپورٹ پیش گئی ہے۔ کہانی سے زیادہ دلچسپ کرنل قذافی کی معرکہ آرا تقریر بھی شامل ہے۔

قیمت :-

حصّہ اوّل ۔/۳

" دوم ۔/۳